ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

بیادگار

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علیؒ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۷ رمضان المبارک ۱۳۸۶ھ

۳۰ دسمبر ۱۹۶۶ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۞ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِيْنُ۔ متفق علیہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے ارشاد فرمایا، کہ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو بند کر دیا جاتا ہے۔

وَعَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ غُبِّيَ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوْا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِيْنَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ۔ وَفِي رِوَايَةِ مُسْلِمٍ: فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَصُوْمُوْا ثَلَاثِيْنَ يَوْمًا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند ہی دیکھ لینے پر (روزوں کا) افطار (اختتام) کرو، اور اگر تم کو چاند دیکھنے میں بادل مانع ہو، تو شعبان کے پورے تیس روز (شمار) کر لو۔ (بخاری و مسلم) اور یہ الفاظ حدیث بخاری کے ہیں۔ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اگر ابر (بادل) ہو جائے تو تیس دن پورے روزے رکھو۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ، وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُوْنُ فِي رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ، وَكَانَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ، فَلَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ۔ متفق علیہ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم تمام لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے۔ اور خصوصاً ماہ رمضان میں آپ کی سخاوت اور بڑھ جاتی ہے۔ جب حضرت جبریل آپ سے ملاقات کرتے تھے۔ اور جبریل علیہ السلام رمضان کی ہر شب میں آپ سے ملاقات کرتے تھے۔ اور آپ ان سے قرآن کریم کا دور فرمایا کرتے تھے۔ اور البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم جب جبریل آپ سے ملاقات کرتے تو آپ کی سخاوت بارش لانے والی ہو[ا] سے بھی زیادہ بڑھ جاتی تھی۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ أَحْيَا اللَّيْلَ، وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ، وَشَدَّ الْمِئْزَرَ۔ متفق علیہ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رمضان کا آخری عشرہ آتا (تمام) رات بیدار رہتے، اور اپنے گھر والوں کو بھی بیدار کرتے۔ اور عبادت الٰہی میں خوب کوشش فرماتے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَتَقَدَّمَنَّ أَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ رَجُلٌ كَانَ يَصُوْمُ صَوْمَهُ فَلْيَصُمْ ذٰلِكَ الْيَوْمَ۔ متفق علیہ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و سلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص بھی رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزہ نہ رکھے مگر یہ کہ کسی شخص کو ان ایام میں روزہ رکھنے کی عادت ہو تو اس کو اس دن کا روزہ رکھ لینا چاہیے۔ (اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے)۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَصُوْمُوْا قَبْلَ رَمَضَانَ، صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ حَالَتْ دُوْنَهُ غَيَايَةٌ فَأَكْمِلُوْا ثَلَاثِيْنَ يَوْمًا، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

"الْغَيَايَةُ" بِالْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَبِالْيَاءِ الْمُثَنَّاةِ مِنْ تَحْتُ الْمُكَرَّرَةِ وَهِيَ السَّحَابَةُ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے ارشاد فرمایا کہ رمضان شریف سے پہلے روزہ نہ رکھو، بلکہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند ہی دیکھ کر افطار کرو۔ اور اگر تمہارے اور چاند کے درمیان ابر حائل ہو جائے تو (شعبان یا رمضان کے) تیس پورے کر لو۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو ذکر کر کے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

"الغیایۃ" غین معجم اور تکرار یاء مثناۃ تحتانیہ کے ساتھ ہے جس کے معنی بادل کے ہیں۔

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ يُقَالُ: أَيْنَ الصَّائِمُوْنَ؟ فَيَقُوْمُوْنَ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ فَإِذَا دَخَلُوْا أُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ۔ متفق علیہ۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم سے نقل کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و سلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے۔ اس دروازہ سے قیامت کے دن روزہ دار ہی داخل ہوں گے۔ ان کے سوا اس دروازے سے کوئی داخل نہ ہو گا۔ جب روزہ دار داخل ہو جائیں گے تو اس کو بند کر دیا جائے گا۔ اور پھر اس دروازہ سے کوئی داخل نہ ہو گا۔ (اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے)۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۲ | ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۸۶ھ بمطابق ۲۳ دسمبر ۱۹۶۶ء | شمارہ ۳۳

۱۷ رمضان المبارک

"خدام الدین" کا یہ شمارہ ۱۷ رمضان المبارک کا ہے اور جس وقت یہ قارئین کرام کے ہاتھوں میں پہنچے گا، ۱۷ رمضان المبارک کی ایمان افروز صبح کا خورشیدِ جہانتاب افق کائنات سے طلوع ہو چکا ہو گا۔

یوں تو رمضان المبارک کے پورے مہینے کا ہر دن اور ہر رات برکات و حسنات کا گنجینہ اور رحمت الٰہی کا خزینہ ہے حتیٰ کہ ایک رات ارشاد خداوندی کے مطابق خیر و برکت میں ہزار ماہ کی عبادت اور اس کے اجر و ثواب سے بھی بڑھ کر ہے۔ مگر اس دن کو ایک خاص تاریخی اہمیت حاصل ہے اور اسے نظامِ کائنات میں وہ عزّو شرف نصیب ہوا۔ جو کسی اور دن کے حصّے میں نہیں آیا حسنِ اتفاق سے اب کے اس تاریخ کو دن بھی جمعہ کا ہے اور یہ وہی تاریخ اور دن ہے جس میں آج سے تقریباً تیرہ سو چوراسی سال پہلے سر زمین عرب میں حق و باطل کا وہ عظیم اور فیصلہ کن معرکہ ہوا۔ جو تاریخ میں غزوۂ بدر سے موسوم ہے۔ اور جسے یوم فرقان کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ مورخین نے تاریخ کے صفحات میں اس معرکۂ عظیمہ کو تفصیل سے درج کیا ہے۔

تاریخ دان حضرات خوب جانتے ہیں کہ دینِ حق میں سابقون الاولون اللہ کی توحید کے متوالے اور حسنِ ازل کے شیدائی جب اپنے وطنِ عزیز مکّہ معظمہ سے خدا کی راہ میں ہجرت کر کے بے سروسامانی کے عالم میں مدینہ منورہ پہنچے اور سایۂ مصطفوی میں تربیت پانے لگے تو دشمنان خدا و رسول نے یہاں بھی ان کا پیچھا کرنے کی ٹھانی اور کچھ عرصہ بعد ہی چراغ حق کو ہمیشہ کے لئے گل کر دینے کے ارادے سے اپنے جہاندیدہ و آزمودہ کار رؤسا کی سرکردگی میں دارالہجرت پر چڑھائی کر دی۔ مدینہ منورہ میں اطلاع ہوئی تو مخبرِ صادق اپنے تین سو تیرہ جاں نثاروں کی مٹھی بھر جمعیت لے کر کفار و مشرکین کے لاؤ لشکر کے سامنے بدر کے میدان میں صف آرا ہوئے۔

کیا ہی روح پرور منظر ہو گا جب مکّہ کا درِّ یتیم، ساری کائنات کا سردار اور اللہ کا حبیب اپنے پاکباز و جانباز ساتھیوں کی صفیں درست کر رہا ہو گا اور ان میں سے ہر ایک جاں نثار پروانہ وار اپنے آقا کے اشارۂ ابرو پر جان چھڑکنے اور مر مٹنے کی تیاریاں کر رہا ہو گا اور اس کے ساتھ ہی میدانِ جنگ پر نگاہ دوڑائیے اور دیکھئے کہ ایک طرف غرورِ تموّل، پندارِ خودی، نخوت سازو سامان اور زعم برتری میں گرفتار کفّار کا لشکر پرے جمائے کھڑا ہے تو دوسری طرف رضائے حق، نشۂ توحید، پاس ایمان اور غیرتِ اسلام سے سرشار فرزندانِ توحید محض اپنے خالق و مالک کے سہارے علَمِ حق بلند کرنے کے لئے اپنی جانیں ہتھیلی پر رکھے بے تاب کھڑے ہیں ایک طرف عتبہ، شیبہ اور ابوجہل ایسے تجربہ کار سردار اور دوسری طرف عفراء کے ننھے منے معاذ اور معوّذ ہیں مگر جب جنگ ہوتی ہے تو یہی ننھے سرفروش وہ کارنامے سر انجام دیتے ہیں۔ کہ تاریخ میں یادگار بن کر رہ جاتے ہیں اور ابوجہل انہی کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اترتا ہے۔

پھر چشمِ تصور کے سامنے ذرا وہ ایمان افروز نظارہ بھی لائیے جب حبیب خدا بارگاہ رب العزت میں ہاتھ اٹھائے نہایت خشوع و خضوع اور الحاح و زاری کے عالم میں کچھ اس قسم کی دعا فرما رہے ہوں گے۔ اے خدائے قدوس! تو نے جو وعدہ فرمایا ہے آج وہ وعدہ پورا فرما۔ اے پروردگارِ عالم! یہ ۳۱۳ نفوسِ قدسیہ میری ساری پونجی اور کمائی ہیں۔ اگر آج صرف تیری ایک ذات کی پوجا کرنے والی حق پرستوں کی یہ مختصر سی جماعت مٹ گئی تو پھر قیامت تک دنیا میں تیرا نام لینے والا اور تیری توحید کی منادی کرنے والا کوئی باقی نہیں رہے گا۔

محبوبِ کبریا کی دعائیں رنگ لاتی ہیں خدا کا وعدہ پورا ہوتا ہے۔ اور حق شاندار فتح سے ہمکنار اور باطل ذلت آمیز شکست سے دو چار ہوتا ہے۔ غرض ۱۷ رمضان المبارک کا یادگار دن ہمیشہ یہ سبق دیتا رہے گا کہ اگر ہمارے پاس ایمان کی قوت، اللہ پر کامل بھروسے کی دولت اور حق پرستی کی نعمت موجود ہے تو دنیا کی کوئی بھی طاقت ہمیں مغلوب نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالےٰ جل شانہٗ کی نصرت کا وعدہ اب بھی موجود ہے آج بھی تائیدِ ایزدی ہماری راہ تک رہی ہے مگر افسوس ہم میں اصحاب بدر کا سا ایمان، ان جیسی استقامت، حق پرستی، سرفروشی اور اطاعت شعاری موجود نہیں۔

باقی صٖ ۶ پر

مجلسِ ذکر

ذکر کی برکت سے حالات، عادات اور کیفیات میں انقلاب

مرتبہ :- محمد مقبول عالم بی۔ اے

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : امّا بعد : فاعوذ باللہ من الشیطن الرّجیم :
بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم :-

اللہ تعالیٰ کے پاک نام کا ذکر بکثرت کرنے سے ذاکر کے اندر انقلاب آتا ہے اور اس کے حالات عادات اور کیفیات دوسرے لوگوں سے بدل جاتی ہیں۔ مثلاً ذاکر اندھیرے کو پسند کرتا ہے اور عام لوگ روشنی کو پسند کرتے ہیں اور جتنی تیز روشنی ہو، اتنے ہی خوش ہوتے ہیں۔ لیکن ذاکر جتنا اندھیرا ہو اتنا ہی پسند کرتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ذاکر انقطاع عن الخلق چاہتا ہے روشنی ہو تو نظر ہر چیز پر پڑے گی اور ہر چیز اپنی طرف توجہ کو جذب کرے گی لیکن اندھیرے میں کوئی چیز حتیٰ کہ اپنا وجود بھی نظر نہیں آئے گا اور پورے طور پر متوجہ الی اللہ ہو کر ذکر کر سکیں گے۔ سو ذاکر اور عام لوگوں کی کیفیت میں ایک تبدیلی یہ آتی ہے

دوسری تبدیلی یہ آتی ہے کہ ذاکر کے لئے رات دن ہے۔ اور عام لوگوں کے لئے رات رات ہی ہے اور دن دن۔ دن کو چہل پہل ہے، دکانداری ہے، گاہک آتے جاتے ہیں خوب کماتے ہیں۔ رات پڑتی ہے تو مجبوراً دکان بند کر کے گھر آجاتے ہیں۔ اگر رات نہ پڑتی تو دکان پر بیٹھے رہتے۔ رات اُن کے لئے پریشانی کا باعث ہے۔ دن کو اطمینان ملتا ہے لیکن ذاکر دن کو تکلیف محسوس کرتا ہے اور رات کو چین پاتا ہے کہ اب کوئی شور نہیں کوئی مخل ہونے والا نہیں۔ فراغت کا وقت ہے۔ اللہ کی یاد کریں گے۔ دن کو قسم قسم کے لوگوں سے میل جول ہوتا ہے۔ فاسق و فاجر سے بھی معاملہ کرنا پڑتا ہے طبیعت منغض ہوتی ہے۔ لیکن رات کو ذکر کی وجہ سے طبیعت میں انشراح و انبساط ہوتا ہے۔

تیسری تبدیلی یہ آتی ہے۔ کہ ذاکر خلوت کو پسند کرتا ہے اور عام لوگ مجلس کو چاہتے ہیں یاروں میں بیٹھنا، ہنسی، مذاق، گپیں ہانکنا پسند کرتے ہیں۔ اور ذاکر کو ان سے نفرت ہے وہ خاموش بیٹھ کر ذکر کرنا چاہتا ہے اگر جماعت کے ساتھ بھی بیٹھے، تو سب خاموش ہوں گے۔ ایک دفعہ پانچ بزرگ اکٹھے بیٹھے تھے، مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا حافظ احمد صاحب ابن مولانا محمد قاسمؒ، حضرت دین پوری، حضرت امروہی اور حضرت گوٹھ پیر جھنڈا، سب خاموش تھے، بولتا کوئی نہ تھا، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر ایک دوسرے کو بڑا سمجھتا اور یہ چاہتا کہ کوئی دوسرا بولے۔ کیونکہ اللہ والوں کی باتوں میں دنیا و دین کی بھلائی ہوتی ہے۔ ان کا کلام حکمت آمیز ہوتا ہے اس لئے چاہتے ہیں کہ اپنی باتیں کہنے کے بجائے اُن کی سنیں۔ اور اگر خاموش بھی بیٹھیں تو دوسرے کے ذکر کا اثر دل پر پڑتا ہے اس سے بھی فائدہ ہوتا ہے۔

روحانی بیماریاں

اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے اس قدر آفتیں پیدا کی ہیں کہ خدا کی پناہ۔ جسمانی بیماریاں دیکھئے بے شمار ہیں۔ میو ہسپتال بیماروں کا مرکز ہے، وہاں جا کر دیکھیں قسم قسم کے مریض ملیں گے، طب کی کتابیں دیکھیں بے شمار بیماریوں کا ذکر پائیں گے، کوئی بھی ایسا انسان نہیں ملے گا، جسے کوئی نہ کوئی تکلیف نہ ہو، کسی کے سر میں درد ہے، کسی کو درد گردہ ہے، کسی کے پیٹ میں درد ہے، غرض کوئی نہ کوئی بیماری لگی ہوئی ہے۔ تندرست کوئی نہیں، اگر انسان ان سب آفتوں کو سامنے رکھے۔ تو ہنسنا چھوڑ دے۔ بلکہ روئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کچھ میں دیکھتا ہوں اگر تم دیکھ لو، تو لذّتیں بھول جاؤ اور روتے ہی رہو،

جسمانی بیماریوں کے علاوہ روحانی بیماریاں ہیں، وہ بھی بے شمار ہیں، ان میں بعض ایسی ہیں جن کی سزا جہنم میں جا کر ختم ہو جائے گی اور بعض کی سزا ابد الآباد تک رہے گی۔ جسمانی بیماریاں اتنی مہلک نہیں، جتنی روحانی بیماریاں مہلک ہیں، جسمانی بیماریاں مرنے سے پہلے ختم ہو جاتی ہیں، لیکن روحانی بیماریاں مرنے کے بعد بھی ساتھ جاتی ہیں۔ روحانی بیماریوں میں سے ایک ریا ہے، یعنی کام نیکی کا ہو لیکن اس میں غیر اللہ کی رضا مقصود ہو۔ اگر اخلاص ہو، تب وہ کام نیکی بنتا ہے، ورنہ ریا سے نیکی نیکی نہیں رہتی۔ دوسرے عُجب ہے یعنی خود پسندی۔ ریا میں غیر کی نفی کرنی پڑتی ہے اور عُجب میں خود اپنے وجود کی نفی کرنی پڑتی ہے۔ جو کام بھی نیکی کا کیا جائے، اُسے اللہ کا فضل سمجھنا چاہیئے۔ تیسرے کبر ہے یعنی حق کا انکار کرنا اور دوسروں کو حقیر جاننا۔ چوتھے زر پرستی ہے۔ زر پرست کو پیسہ مطلوب ہوتا ہے۔ ایمان اسلام کی پرواہ نہیں۔ خدا کا خوف نہیں۔ صلہ رحمی کا خیال نہیں، غریبوں کی آہوں کا

(باقی صـ۶ پر)

خطبہ جمعہ ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۸۶ھ بمطابق ۲۳ دسمبر ۱۹۶۶ء

بڑے بخت ہے وہ شخص جو رمضان المبارک کا مہینہ پائے

اور بخشش و رحمت سے دامن مراد نہ بھر لے

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ، امّا بعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم:
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:-

شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ ج فَمَنْ شَھِدَ مِنْکُمُ الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ ط

ترجمہ: رمضان وہ (مبارک) مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا۔ لوگوں کے واسطے ہدایت اور ہدایت کی روشن دلیلیں اور (حق کو باطل سے) جدا کرنے والا ہے۔ سو تم میں جو کوئی اس مہینہ کو پائے تو اس کے روزے ضرور رکھے۔

بزرگانِ محترم! اس آیت مبارکہ میں رمضان المبارک کے اندر روزے مقرر کرنے کی خصوصیت اور وجہ بیان کی گئی ہے۔ اور وہ ہے اس ماہ مقدس میں نزولِ قرآن ـــــ چنانچہ مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے۔ کہ اے مسلمانو! تم اپنے روزے ماہ رمضان المبارک میں رکھا کرو۔ یہ تمہارے لئے ایک مبارک مہینہ ہے۔ کیونکہ وہ قرآن جس میں لوگوں کی رہنمائی کے قوانین، سیدھے سادے احکام، حق و باطل میں تمیز کرنے والے اصول واضح کئے گئے ہیں۔ اسی مہینہ میں نازل کیا گیا تھا۔ پس اسی مہینے میں روزے رکھو تمہیں برکت حاصل ہو گی۔

دوسرے الفاظ میں یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ رمضان المبارک میں چونکہ اللہ کا کلام نازل ہوا تو حق تعالیٰ شانہٗ نے اس کی یادگار قائم رکھنے کے لئے اس میں روزے فرض کر دئے ـــ کلام اللہ نوع انسانی کے لئے مکمل ضابطۂ حیات اور کامل ترین ہدایت نامہ ہے ـــ تو رمضان کے روزے زندگی کو پاکیزہ بنانے کا ذریعہ ہیں۔ پس مبارک ہیں وہ لوگ جو رمضان پائیں اور روزے مکمل رکھ لیں اور اپنی زندگیوں کو پاکیزہ بنا کر متقین کی فہرست میں شامل ہو جائیں۔

محترم حضرات! دنیا کی ہر قوم میں روزہ رکھنے کا دستور موجود ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو فرعون کے ظلم سے عاشورہ کے دن نجات ملی تھی۔ اس لئے یہودیوں میں اس دن کا روزہ رکھا جانے لگا۔ عیسائیوں کے ہاں بھی روزہ رکھنے کا قانون موجود ہے۔ ہندوؤں اور دوسری قوموں میں بھی کسی نہ کسی صورت میں روزہ کا تصوّر اور رواج یقیناً پایا جاتا ہے۔ تفصیلات اگرچہ مختلف ہیں لیکن اصل بہرحال موجود ہے۔

روزوں کے فضائل!

پھر روزوں کے فضائل بھی بے شمار ہیں۔ صحت و تندرستی پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔ پیٹ بھر کر کھانے والوں اور فاقہ کاٹنے والوں میں برابری پیدا ہوتی ہے۔ اور اس طرح درسِ مساوات تازہ ہوتا ہے ـــ امیر لوگ غریب لوگوں کی حالت سے عملی طور پر باخبر ہو جاتے ہیں۔ اور ان میں شفقت و رحم کا جذبہ پیدا ہوتا ہے باہمی میل محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔ روحانی قوتوں میں ترقی ہوتی ہے۔ حیوانی خواہشوں پر پابندی ہونے کے باعث ملکیت کا جذبہ ابھرتا ہے۔ خدا ترسی کی صفت انسان کے اندر مضبوط ہو جاتی ہے۔ اور خدا کے ہمہ وقت اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ پوری طرح راسخ ہو جاتا ہے۔ مثلاً گرمی کا موسم ہے سخت پیاس لگ رہی ہے، مکان میں ٹھنڈا پانی رکھا ہے۔ روزہ دار کو دیکھنے والا کوئی نہیں لیکن وہ پانی نہیں پیتا ـــ کیوں؟ محض اس لئے کہ وہ جانتا ہے اور اس کا ایمان ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے اور وہ اپنی قدرت کاملہ کے ہر جگہ موجود ہے ـــــ اسی تصوّر سے اللہ تعالیٰ جلشانہٗ کے حکم کی عزت روزہ دار کے دل میں گھر کر جاتی ہے اور کوئی دوسری طاقت اس پر غالب نہیں آ سکتی ـــ

اب صاف ظاہر ہے کہ جب رمضان میں روزہ کے ذریعہ روزہ دار نے اپنے آپ کو خدا کے حکم سے جائز حلال اور پاکیزہ خواہشات کو بھی چھوڑنے کا عادی بنا لیا۔ تو حرام، ناجائز اور بُری عادتوں کے چھوڑنے میں اسے کوئی دِقت محسوس نہ ہو گی ـــــ اور یہی وہ اخلاقی پاکیزگی ہے جس کا پیدا کرنا روزے کا حقیقی مقصد ہے۔

روزہ کا مقصد!

حدیث شریف میں آتا ہے کہ اگر ایک روزہ دار جھوٹ کہنا، لغو اور بے ہودہ بکنا اور فضول کام کرنا نہیں چھوڑتا تو خدا کو اس کے کھانا پینا چھوڑ دینے کی کوئی پرواہ نہیں۔ گویا روزے کا اصل مقصد اخلاق کو سنوارنا ہے۔ اگر اخلاق درست نہ ہوئے تو روزے سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔

غرض

ہم مسلمانوں پر فرض عائد ہوتا ہے کہ روزوں کی اس قدر فضیلت اور اہمیت کے پیشِ نظر ہر سال اس ماہ کے روزے مکمل طور پر رکھیں۔ رمضان کا پورا احترام کریں۔ اور اپنے اندر اخلاقی، جسمانی اور روحانی خوبیاں پیدا کریں تاکہ نزولِ قرآن کا مقصد پورا ہو اور رمضان المبارک واقعی نزولِ قرآن کا جشن اور یادگار ثابت ہو۔

رحمتِ الٰہی کا جوش!

سید دو عالم، روحِ دو عالم، رحمتِ دو عالم فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:۔

وَھُوَ شَھْرٌ اَوَّلُہٗ رَحْمَۃٌ وَّ اَوْسَطُہٗ مَغْفِرَۃٌ وَّاٰخِرُہٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ ہ

یعنی رمضان وہ مہینہ ہے۔ جس کی ابتداء رحمتِ الٰہی کے نزول کا وقت ہے، اس کے درمیان مغفرت کا زمانہ ہے اور آخر اس کا دوزخ سے آزاد ہونے کا وقت ہے (یعنی پورا اجر مل جانے کا وقت ہے)

ایک اور حدیث نبویؐ کے مطابق رمضان کا چاند طلوع ہوتے ہی جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔ اور شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔ تاکہ وہ مخلوقِ خدا کو گمراہ نہ کر سکیں۔ ظاہر ہے یہ سب کچھ رحمتِ خداوندی کے جوش میں ہونے کی دلیل ہے۔ اور اسی لئے سید الانبیاء والرسل صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدائے رمضان کو رحمت کے نزول کا وقت بتایا ہے ـــ بدیہی بات ہے۔ کہ اگر

رحمتِ الٰہی متوجہ نہ ہو تو نہ مغفرت ہو سکتی ہے اور نہ کوئی شخص دوزخ سے آزاد ہو کر جنت کا مستحق ٹھہر سکتا ہے۔ بخشش رحمتِ الٰہی پر مرتب ہوتی ہے اور مغفرت ہو جانے پر انسان جنت کا مستحق بن جاتا اور دوزخ سے آزادی کا پروانہ حاصل کر لیتا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ رمضان المبارک رحمتِ الٰہی کے جوش کا مہینہ ہے۔ دستِ قدرت اس ماہِ مبارک میں مغفرت و رحمت کے خم پہ خم لنڈھاتا اور فیضانِ کرم و احسان کی بارش کر دیتا ہے۔ پس کوئی بدبخت ہی ہو گا جو اس ماہِ مبارک کو پا کے اور بخشش و رحمت سے دامنِ مراد نہ بھر لے اور تشنہ کام رہے ــــ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس شخص پر خدا کی لعنت ہو جو رمضان کا مہینہ پائے اور گناہوں سے پاک و صاف ہو کر مغفرت کا مستحق نہ ٹھہرے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس مبارک مہینے کی برکات سے پوری طرح فائدہ اٹھانے اور رحمتِ خداوندی سے اپنی جھولیاں بھرنے کی توفیق عطا فرمائے فی الواقع رمضان المبارک کے روزے ہماری زندگیوں کو پاکیزہ بنانے کا ذریعہ بنیں اور ہم اپنی آئندہ زندگیاں خدا و رسولؐ کے احکام کے مطابق تقویٰ شعاروں اور پرہیزگاروں کی طرح گذار سکیں۔ آمین یا الہ العالمین!

آئیے! آج کے دن ہم یہ عہد کریں کہ کتاب و سنت کی تعلیمات پر تا دمِ زیست قائم رہیں گے، ان کو ہر قیمت پر عملی جامہ پہنانے کی کوشش کریں گے اور اصحابِ بدر اور قطبِ زمان حضرت مولانا احمد علی نور اللہ مرقدہٗ کے نقشِ قدم پر چل کر دنیا و آخرت کی فلاح حاصل کریں گے۔

بقیہ: مجلس ذکر

ڈر نہیں۔ رشوت خوار کا یہی حال ہے، اسی طرح جاہ طلبی بھی ایک بیماری ہے اللہ تعالیٰ ان بیماریوں سے بچائیے جب تک تربیت نہ کروائی جائے۔ روحانی بیماریاں نہیں جاتیں اور تربیت کے لئے صحبت ضروری ہے۔ ایک شخص آئے اور ورد پوچھ کر چلا جائے، اُسے تعلیم تو ہو گئی لیکن تربیت نہیں ہوئی کیونکہ وُہ صحبت میں نہیں رہا۔

آج کل سردیوں کی بھی راتیں ہیں چھ گھنٹے سوئیں تو پچھلے پہر اُٹھ کر ذکر

کیا کریں وہ تنہائی کا وقت ہوتا ہے۔ طبیعت متوجہ الی اللہ ہوتی ہے۔ ریا کا خوف نہیں ہوتا۔ سحور کے وقت کی بڑی فضیلت ہے کسی نے کہا ہے سہ

رات کے پچھلے حصے میں ایک دولت بانٹی جاتی ہے
جو جاگت ہے سو پاوت ہے جو سووت ہے سو کھووت ہے

مجلس تحفظ ختم نبوت کے تبلیغی اجتماعات

لاہور۔ مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے زیر اہتمام مورخہ ۱۹/۲۶ رمضان المبارک مطابق یکم و ۸ جنوری ۱۹۶۷ء بروز اتوار ۹½ بجے صبح مسجد باغ والی بیرون شاہ عالم گیٹ سرکلر روڈ لاہور میں تبلیغی اجتماعات منعقد ہوں گے جس میں جانشین شیخ التفسیر مولانا عبید اللہ انور، مجاہد ملت مولانا محمد علی صاحب جالندھری ترجمان اہل سنت علامہ دوست محمد صاحب قریشی، مجاہد اسلام مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی، سیف بے نیام مولانا عبدالستار خان نیازی، علامۃ الدہر مولانا لال حسین اختر، معاصر العلماء مولانا ڈاکٹر مناظر حسین خطیب اعظم مولانا محمد اجمل صاحب، صاحبزادہ منظور احمد شاہ کہڑوری مولانا مختار احمد صاحب الحسینی، شاعر اسلام حضرت مظفر گجراتی شاعر جانباز جناب جانباز مرزا، شاعر اہلسنت حافظ نور محمد انور خطاب فرمائیں گے۔

بلند اختر نظامی ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور۔

بقیہ: اداریہ

مولانا ظفر علی خاں مرحوم نے کیا ہی اچھی بات اور کتنا اچھا پیغام دیا تھا۔

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

علاوہ ازیں ۱۷ رمضان المبارک کا یادگار دن "ادارہ خدام الدین" اور قارئین خدام الدین کے لئے اس اعتبار سے بھی خصوصی اہمیت کا حامل ہے کہ اس دن "خدام الدین" کے بانی قطب الاقطاب امام الاولیاء شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ اپنے اللہ کو پیارے ہوئے تھے۔ پس یہ دن جب بھی آئے گا امت کے اس ولی کے زندۂ جاوید نقوش بھی دلوں پر مُرتسم کرتا رہے گا اور حضرت شیخ کے مشن کو چلانے اور چار دانگ عالم میں پھیلانے کا ہم سے تقاضا کرتا رہے گا۔

حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کاواہ کینٹ

میں

درس قرآن

مرتبہ محمد عثمان غنی بی۔اے

منعقدہ ۳۱ جولائی ۱۹۶۶ء

ہلال کس کو کہتے ہیں. ہلال کا معنیٰ کیا ہے؟ پہلے دن کا چاند، بدر کہتے ہیں چودھویں رات کے چاند کو ہلال کا معنیٰ؟ پہلے دن کا چاند۔ اس لیے کہ جب انسان چاند دیکھتا ہے دعموگا اب تو ہمیں چاند دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی، ہمارے پاس ڈائریاں ہیں۔ لیکن عیسوی آج تک رائج ہے ہم مولوی نہیں جانتے۔ مجھے پتہ نہیں آج چاند کی کون سی تاریخ ہے۔ میں سچ کہہ رہا ہوں مجھے نہیں معلوم آج چاند کی کون سی تاریخ ہے۔ اور آپ کو شاید پتہ ہو۔ مولوی کو نہیں پتہ چاند کی کون سی تاریخ ہے۔ اور پیر حضرات نہیں جانتے۔ عامۃ المسلمین نہیں جانتے۔ حالانکہ ہمارا سن کون سا ہے سن ہجری، جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کا سال، آج ہجری رائج ہے یا عیسوی رائج ہے جو کیلنڈر ہمارے دکاندار بھائی چھاپتے ہیں۔ وہ بھی سن عیسوی کو موٹے ہندسوں میں لکھتے ہیں۔ اور ہجری کو چھوٹے ہندسوں میں لکھتے ہیں۔ وہ بھی اس لئے کہ اگر کوئی آدمی ایسا ہو جو ہجری سن تلاش کرے۔ میرے بزرگو! چاند پر اعتماد ہے! امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ چاند کو دیکھ کر روزہ رکھو، چاند کو دیکھ کر افطار کرو، چاند دیکھ کر عید کرو، ہمارا اعتماد چاند کے ساتھ ہے۔ ہم قمری لوگ ہیں۔ ہمارے سال اور مہینے قمری ہیں۔ تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ پہلی تاریخ کے چاند کو کیا کہتے ہیں؟ الہلال تو وہ بھی مسلمانوں میں چونکہ شوق ہوتا تھا چاند دیکھنے کا۔ تو جب کوئی چاند دیکھتا تو شور مچاتا۔ اَلْهِلَالُ وَاللّٰهِ اَلْهِلَالُ وَاللّٰهِ۔ چاند نظر آگیا چاند نظر آ گیا۔ پہلی تاریخ کے چاند کو کیا کہتے ہیں۔ ہلال جب چاند کی زندگی مجھے اور آپ کو نظر آئی تو ہم نے کہہ دیا ہلال۔ اور پھر آواز بلند کی چاند دیکھنے کی۔

ایک اور بھی چھوٹی سی بات عرض کر دوں۔ میرے دوستو اور میرے بزرگو! دنیا میں دو قسم کے علوم ہیں ایک وہ علوم ہیں جن کے موجد مسلمان ہیں مسلمان کبھی موجد علوم تھے۔ دنیا میں سب سے پہلی وہ قوم دنیا میں سب سے پہلی وہ امت جس نے علم کے دروازے کھولے، علم کے دریا بہائے، علم کے سمندر بہائے، وہ کون ہیں؟ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھنے والے۔ اس لئے قرآن سب سے پہلا وہ صحیفہ مقدس ہے جس نے فرمایا۔ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ قرآن نے تو جناب علم کے دروازے سب کے لئے کھولے اور مفت کھولے سب سے مفت تعلیم دینے والا کون ہے قرآن مجید۔ سب سے پہلے مفت تعلیم دینے والا کون ہے؟ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اسلام نے کسی وقت بھی طالب علم کے لئے دروازے بند نہیں کیے۔ طالب علم کو وہ اعزاز بخشا ہے۔ اسلام نے کہ دنیا کی کوئی قوم نہیں بخش سکتی۔ قرآن کو دیکھ لیجئے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا۔ میرے حبیبؐ کسی وقت بھی علم کا دروازہ بند نہ ہو۔ بخاری میں موجود ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم طواف کر رہے تھے۔ بیت اللہ المقدس کا۔ ایک بچی حاضر خدمت ہوتی ہے پوچھتی ہے (بخاری نے پھر اس پر مستقل باب باندھا ہے) اب امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم طواف کر رہے ہیں۔ ایک بچی عرض کرتی ہے۔ اللہ کے نبی ایک مسئلہ میں نے پوچھنا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہیں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ فرمایا کیا پوچھتی ہو؟ عرض کی اللہ کے نبی صلی اللہ علیک وسلم! میرا باپ جو تھا اس پر حج فرض تھا۔ مگر وہ حج نہیں کر سکا اور وہ حج کرنے سے پہلے فوت ہو گیا، بوڑھا تھا حج کرنے سے پہلے فوت ہو گیا۔ تو کیا اللہ کے نبی میں اپنے باپ کی طرف سے حج ادا کر سکتی ہوں؟ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اگر تیرے باپ پر قرض ہوتا۔ تو تو ادا کرتی کہ نہ کرتی؟ (مشکوٰۃ کی حدیث ہے بخاری میں بھی ہے) عرض کیا اللہ کے نبیؐ ضرور ادا کرتی! تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرماتے ہیں؟ فَدَيْنُ اللّٰهِ اَحَقُّ تیرے باپ پر جو خدا کا قرض ہے وہ زیادہ حق ہے کہ اس کو تو ادا کرے وہ قبر میں مار کھا رہا ہے تو یہاں ڈونگے کھا رہی ہے۔ دَيْنُ اللّٰهِ اَحَقُّ۔

ہمارے ماں باپ مر جاتے ہیں۔ نمازیں نہیں پڑھتے، روزے نہیں رکھتے۔ اللہ کے حقوق ادا نہیں کرتے۔ ہم ان کے کفارات کو ادا نہیں کرتے۔ ہم رسمی باتیں کرتے ہیں میت کے لئے صدقے کا ثواب پہنچتا ہے۔ اہل سنت والجماعت اس کے قائل ہیں۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق حدیثیں فرمائی ہیں۔ قرآن میں بھی اس کے متعلق موجود ہے۔ درِ مختار کی شرح طحطاوی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی توبہ سے معاف نہیں ہوتے۔

تو میں عرض یہ کر رہا تھا آپ کی خدمت میں، کہ علمائے اسلام نے علم کو مفت کیا۔ اسلام نے علم کو جاری کیا۔ اسلام نے علم سے سب کو نوازا۔ قرآن مجید میں موجود ہے۔ کہ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ اے میرے حبیبؐ اگر تیرے پاس کوئی مشرک آئے۔ قرآن سیکھنے کے لئے۔ اور تیرے درمیان اور مشرکوں کے درمیان جنگ ہوتی ہو۔ تب بھی اس کو آنے دے، اس طالب علم کو پناہ دے۔ اس کو اللہ کا کلام سنا ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ اس کو اپنے امن کی جگہ پر پہنچا دے۔ طالب علم کا کتنا احترام کیا قرآن مجید نے دنیا میں کوئی قوم ہے اتنا احسان کرنے والی؟ تو میں یہ عرض کر رہا تھا۔ کہ علوم کی کتابیں دو قسم کی ہیں ایک وہ ہیں جن کو مسلمانوں نے لکھا۔ اور ایک وہ ہیں جن کو غیر مسلموں نے لکھا۔ مسلمان نے جس فن کی بھی کتاب لکھی، میرے دوستو! اس کے مقدمے میں قرآن مجید کی وہ آیتیں نقل کیں۔ یا ایسے الفاظ لے آتا ہے۔ جس سے طالب علم پہلی دو تین سطریں پڑھ کر سمجھ لیتا ہے کہ کتاب کس موضوع سے متعلق ہے۔ مثلاً آپ اگر منطق کی کتاب پڑھیں تو اس کے شروع میں کیا آتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

جَعَلَ الکُلِّیَّاتِ وَالجُزْئِیَّاتِ ۔ دیکھئے منطقی لوگ جعل مرکّب سے بحث کرتے ہیں جعلِ بسیط سے بحث کرتے ہیں کلّی سے بحث کرتے ہیں۔ جزئی سے بحث کرتے ہیں۔ جبکہ علّامہ محبّ اللہ بہاری نے "مسلّم العلوم" بھی لکھی ہے اور "مسلّم الثبوت" بھی لکھی ہے دونوں کے مقدّموں کو پڑھ لو۔ (طالب علم حضرات سے میری گذارش ہے) دیکھ لیں "سلّم" کا مقدمہ پڑھیں تو وہاں جَعَلَ "الکلیّات والجزئیات" ہے تاکہ پتہ چلے کہ یہ "سلّم العلوم" منطق کی کتاب ہے۔ اور "مسلّم الثبوت" پڑھیں تو اُس کے مقدّمے میں وہ الفاظ آئے ہیں۔ جن سے پتہ چلتا ہے کہ "مسلّم الثبوت" اصولِ فقہ کی کتاب ہے۔ صرف کی کتاب پڑھیں تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ صرف کی کتاب ہے۔ نحو کی کتاب پڑھیں تو مقدمے سے نحو کا پتہ چل جاتا ہے اسی طرح ہماری علم حساب کی کتاب پڑھو تصریح پڑھو شرح چغمینی پڑھو منطق کی کسی کتاب کو پڑھو معقول کی کتاب کو پڑھو۔ جغرافیے کی کسی کتاب کو پڑھو۔ اقتصادیات کی کتاب کو پڑھو۔ کسی بھی کتاب کو پڑھو۔ جو مسلمان مصنّف نے لکھی ہے۔ تو اس کا تعلق قرآن مجید کے ساتھ اتنا گہرا ہوتا تھا۔ کہ وہ اپنے مقدّمے میں قرآن مجید کی آیت نقل کر دیتا تھا۔ یا اپنے الفاظ میں ایسی عربی عبارت بنا دیتا تھا۔ کہ پڑھنے والے کو پتہ چل جائے کہ آئندہ آنے والے جو مضامین ہیں۔ ان کا تعلق کس فن کے ساتھ ہے۔ اسے کہتے ہیں ہماری عربی میں براعۃ استھلال میں بات ہلال پر کر رہا ہوں یعنی ایسی صفت پیدا کر دی مصنّف نے، ماتن نے، کتاب بنانے والے نے کہ چند کلمات کو دیکھ کر پڑھنے والا سمجھ لے، کہ آگے چل کر اس کتاب میں کون سا موضوع آ رہا ہے۔ تو وہاں بھی ہلال آیا ہے۔ اب آپ سمجھ چکے ہوں گے ہلال کا معنی کیا ہے۔ الف، ہ، لام جہاں پر ہو کسی چیز کو شروع میں کسی بات کے ساتھ تعبیر کر دینا۔ آپ ترجمہ کیا کریں گے وَمَا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ تم پر حرام ہے ہر وہ جانور تم پر حرام ہے ہر وہ جاندار جو اگرچہ تمہارے نزدیک شرعی طور سے حلال تھا، بکری ہے، گائے ہے، بھینس ہے، بیل ہے، اُونٹ ہے، ہرنی ہے، نیل گاؤ، ہے، وہ تمہارے لئے حلال ہے۔ لیکن تم نے اس پر نام لے لیا، کسی اور کا ذبح کے وقت اللہ کو چھوڑ کر، تم نے نامزد کر دیا کسی اور کے نام پر، تو پیدا کرنے والا تو اللہ تعالےٰ تھا، تم نے خدا کو چھوڑ دیا پیدا کرنے والا رب العالمین۔ اللہ تعالیٰ اس کا پیدا کرنے والا۔ اللہ تعالےٰ تمہارا بھی پیدا کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ تجھے مال دینے والا۔ تجھے دولت دینے والا۔ تجھے طاقت دینے والا۔ تم جب اس کو ذبح کرنے لگے ہو۔ تو تم اس کو ذبح کرنے سے پہلے یا ذبح کرتے وقت (دو ترجمے ہیں) ذبح کرتے وقت اگر تم نے غیر کا نام لے لیا۔ تو وہ تم پر حرام ہے۔ یا ذبح کرنے سے پہلے تم نے نامزد اس طرح کیا تھا کہ تم اس کو اپنے لئے حرام سمجھنے لگ گئے لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ جس بات کو اللہ نے تمہارے لئے حلال کیا ہے۔ تم اس کو اپنے لئے کیوں حرام کرتے ہو؟ اللہ نے کہا یہ بکرا تمہارے لئے حلال ہے۔ میں کہتا ہوں نہیں جی اس کو میں اپنے لئے ذبح نہیں کروں گا۔ میں تو اس کو فلاں حضرت صاحب کے لئے رکھتا ہوں۔ اور اگر یہ مر بھی جائے گا تو اس کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا تو میرے دوستو! سوچو اس پر اللہ کا نام لیا گیا۔ یا اللہ کی کسی مخلوق کا لیا گیا؟ اللہ کی مخلوق کا لیا گیا۔ تو جب اللہ کی مخلوق کا نام لیا گیا۔ حالانکہ قرآن تو کہتا ہے۔ کہ تم اللہ کا نام لو۔ تم اللہ کی مخلوق ہو اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے تو موٹا سا ترجمہ کر دیا میں نے یہ چند منٹ اس لئے آپ کے لئے کہ یہ مسئلہ اچھی طرح ذہن میں آ جائے۔

دیکھو! ایک ہے ایصال ثواب ایک آدمی روٹی پکاتا ہے مُرغی ذبح کرتا ہے بکرے ذبح کرتا ہے۔ لنگر لگاتا ہے۔ لیکن کہتا ہے۔ یہ سب اللہ کے لئے ہے ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیتا ہے۔ پھر یہ دُعا کرتا ہے۔ یا اللہ یہ سب کچھ تیرے لئے ہے تو نے مجھے دیا ہے لیکن اللہ اس کا ثواب میں اپنی ماں کی روح کو پہنچاتا ہوں۔ اس کا ثواب میں اپنے شیخ کی روح کو پہنچاتا ہوں۔ حدیثوں میں موجود ہے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ساری اُمّت کی طرف سے قربانی دی ہے (ترمذی میں دیکھ لو) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ قربانی دی اور فرمایا ھٰذَا مِنْ جَمِیْعِ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم)

میرے شیخ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ جب اسیر تھے۔ انگریزوں کے زمانے میں انہوں نے جیل خانے سے خط لکھا اپنے خادم کو کہ تم ایک بکرا لے کر اس کی قربانی کرو۔ اور وہ قربانی کس کی طرف سے دو؟ ہمارے امام ہمارے شیخ، ہم سب کے سردار حاجی امداد اللہ مہاجر مکّی کی طرف سے ہو تو آپ نے قربانی کرائی کس کی طرف سے؟ حاجی امداد اللہ مہاجر مکّی کی طرف سے۔ تو معلوم ہوا کہ ایصالِ ثواب بہتر عمل ہے ثواب پہنچتا ہے لیکن اس وقت نیّت یہی ہو۔ کہ اس کو جب میں ذبح کر رہا ہوں خدا کے نام پر نامزد کرتا ہوں۔ اللہ کے نام پر ذبح کے بعد پکانے کے بعد، تیار کرنے کے بعد پیشگی خریدنے کے بعد اس کا ثواب اگر آپ کسی کو بھی پہنچائیں۔ شرعی نقطہ نظر سے بالکل جائز ہے بلکہ میّت ثواب کی محتاج ہوتی ہے۔ حدیثوں میں آتا ہے حضرت سعدؓ کے متعلق (سعدؓ ایک صحابی ہیں) مشکوٰۃ میں موجود ہے، حضرت سعدؓ نے امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر عرض کی کہ اے اللہ کے نبیؐ میری ماں اچانک فوت ہو گئی ہے اگر وہ زندہ رہتی۔ کچھ دیر اس کو بیماری لگتی۔ اور کچھ زمانہ اس کو بیماری میں گزرتا تو مجھے یقین ہے۔ کہ میری ماں کسی نیک کام کی وصیّت کرتی۔ تو فرمایا "کہ تو چاہتا ہے کہ تیری ماں کو ایصالِ ثواب ہو؟ عرض کیا "کہ اے اللہ کے نبیؐ۔ میں چاہتا ہوں کہ۔ میری ماں کو کچھ ایصال ثواب ہو جائے"۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جاکر کنواں کھود دو۔ اور اس کنوئیں کا پانی جو ہو اس کو وقف کر دو۔ اپنی ماں کی رُوح کے ثواب کے لئے" چنانچہ سعدؓ گئے اور کنواں کھودا۔ جس کا نام ہے بِئرُ اُمِّ سَعْدٍ (سعدؓ کی ماں کا کنواں)، نام رکھا گیا بِئرُ اُمِّ سَعْدٍ وہ کنواں جو سعدؓ نے کھودا، کھودا اللہ کے لئے۔ لیکن ثواب کس کو پہنچانا چاہتا ہے؟ اپنی ماں کو۔ تو آج تک سعدؓ کی ماں کو قبر میں پانی

اوقات روزہ کی تعیین

میاں غلام حسین مرحوم

روزہ بندے کو شیطان اور نفس کے شر سے محفوظ رکھتا ہے ۔ شیطان اور نفس کے اثر سے دور رکھتا ہے اور اس کو شیطان اور نفس کا دشمن بنا دیتا ہے ۔ اس لئے روزے کے اندر ڈھال کے پورے پورے معنی پائے جاتے ہیں کیونکہ اس کے ذریعے روزے دار اپنی زبان کو بیہودہ بکواس اور شہوانی افعال و کردار سے پاک و صاف رکھتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں اسی کی طرف اشارہ ہے ۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بنی آدم کا ہر ایک عمل دس سے سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے لیکن اللہ تعالےٰ فرماتا ہے سوائے روزے کے کیونکہ بندہ صرف میرے لئے روزہ رکھتا ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا وہ اپنی شہوت کھانا، پینا میرے لئے ہی چھوڑتا ہے ۔ نیکیاں زیادہ ہونے میں راز یہ ہے کہ انسان جب مر جاتا ہے اور قوت حیوانی کی پشت پناہی ختم ہو جاتی ہے ۔ اور حیوانی لذتیں اس سے منہ موڑ لیتی ہیں تو قوت روحانی ظاہر ہو جاتی ہے اور اس کے انوار طبعی طور پر چمکنے لگتے ہیں ، اور مجازاتِ عمل کا جو اصل راز ہے وہ یہی ہے پس اگر عمل نیک ہے تو گو وہ کتنا ہی قلیل کیوں نہ ہو وہ ظہور قوت روحانی اور اس سے نسبت و تعلق قائم کرنے میں اس وقت بہت بڑا ہو جاتا ہے ۔ اس حدیث کے اندر استثناء کیا گیا ہے کہ ہر نیک عمل دس سے سو گنا کر دیا جاتا ہے مگر روزہ کہ وہ صرف اللہ کے لئے ہے اور وہی اس کا بدلہ دے گا ۔ اس استثناء کا راز یہی ہے کہ صحائف کے اندر جو اعمال لکھے جاتے ہیں ۔ ان کی صورت یہ ہوتی ہے کہ عالم مثال میں ہر شخص کا عمل اسی جگہ متصور اور متشکل ہوتا ہے جو اس شخص کے لئے خاص کی گئی ہے اور اس صورت سے تشکل دیا جاتا ہے کہ اس سے جزائے عمل اور بدلہ کی وہ صورت ظاہر اور نمایاں ہوتی ہے جو جسمانی حجابات اور تعلقات ختم ہونے کے بعد اس پر مرتب ہوتی ہے ۔ انسان کے اعمال لکھنے والے فرشتے لبا اوقات اس کے ویسے عمل کی جزا اور بدلہ لکھنے میں تاخیر کر دیتے ہیں جو شہوات نفس کی وجہ سے سرزد ہوتا ہے اور تاخیر اس لئے کرتے ہیں کہ اس عمل کی جزا لکھنے میں اس آدمی کے نفس کے اخلاق کی مقدار معلوم کرنی ضروری ہوتی ہے جس سے یہ عمل صادر ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ لکھنے والے فرشتوں کو نہ اس کا ذوق ہوتا ہے اور نہ ہی وہ وجدانی طور پر اس چیز کو معلوم کر سکتے ہیں ۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب فرشتے کسی بندے کے کفارے اور درجات و مراتب کے بارے میں اہم جھگڑنے لگتے ہیں تو اللہ تعالےٰ ان کو حکم دیتا ہے کہ تم اس بندے کا صرف عمل لکھ لو اور اس عمل کی جزا کا معاملہ میرے سپرد کر دو اور یہی حکمت ہے

اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ

کی ۔ روزے کو بارگاہ صمدیت سے منسوب ہونے کی وجہ ہی یہی ہے کہ ریا کا اس میں کسی طرح کا دخل نہیں ہے ۔ حقیقت اس کی کھانا پینا چھوڑ دینا ہے اور یہ باطن سے تعلق رکھتا ہے اور ظاہری آنکھوں سے پوشیدہ ہے ۔ یہ خدا اور بندہ کے درمیان ایک راز ہے ۔

(۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ارشاد ہے کہ روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالےٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ خوشگوار اور محبوب ہے ۔ اس میں راز یہ ہے کہ طاعت و عبادت کا اثر اسلئے محبوب و پسندیدہ ہوتا ہے کہ اصل طاعت و عبادت محبوب و پسندیدہ ہوتی ہے ۔ اور عالم مثال میں طاعت و عبادت کا یہی اثر اصل طاعت و عبادت کا قائم مقام اور متمثل ہو جاتا ہے

(۵) ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ روزے دار کے لئے دو مسرتیں ہیں ایک روزے کے افطار کے وقت اور دوسری پروردگار کی ملاقات کیوقت پہلی مسرت و فرحت تو عین طبعی ہے کہ نفس جس چیز کا طالب ہوتا ہے وہ اس کو مل جاتی ہے ۔ دوسری مسرت و فرحت ، فرحت روحانی ہے اور یہ اس وقت حاصل ہوگی جبکہ روزہ دار کے جسمانی حجابات اور تعلقات ختم ہو جائینگے اور دنیا سے قطع تعلق کریگا ۔ ماخوذ از حجۃ اللہ البالغہ

اے بخاریؒ کے رفیق!

حافظ نور محمد انورؔ

اے فدائے دین قیمؐ اے خطیبِ بے نظیر　　تیری تربت پر سدا مولا کی رحمت ہو کثیر

بعد از میرِ شریعتؒ تھا تو لاثانی خطیب　　مانتے تھے رہنما اپنا تجھے میر و غریب

عمر بھر تو نے کیا ہر دشمنِ دین سے جہاد　　روح تیری کیوں نہ ہو فردوس میں آباد و شاد

اب کہاں تجھ سا ملے گا حق نگر، روشن دماغ　　بجھ گیا ہے تیری رحلت سے خطابت کا چراغ

تو بزرگانِ سلف سے بھی ہوا ہے فیضیاب　　یعنی تیری زندگی تھی کامگار و کامیاب

عشقِ ختم المرسلیںؐ میں رہ کے تو ثابت قدم　　سرخرو ہو کر گیا ہے جانبِ ملکِ عدم

جب تلک زندہ رہا تو اے خطیبِ بے مثال　　تجھ کو ناموسِ نبوتؐ کا رہا دم خیال

اے بخاریؒ کے رفیق و جانشینِ نیک نام
قاضی احسان تیری روح کو صدہا سلام

اسلامی حصار

دینی عربی مدارسِ اسلامیہ

مولانا فاضل حبیب اللہ رشیدی الحسینی مدیر الجامعہ

ہمارے ملک میں اقدارِ اسلام کا تحفظ اور بقائے دین و احیائے ملّت کا واحد ذریعہ، مدارس عربیہ اسلامیہ اور مقابر و مساجد ہیں۔ تعلیم اور تبلیغ اسلام کی گاڑی کے دو پہیے ہیں۔ اسلامی تعلیم کا کام عربی مدارس اور تبلیغ کا کام مقابر و مساجد کے ذریعہ ہوتا چلا آیا ہے۔ عربی مدارس آج بھی مقابر و مساجد کے ماحول میں پائے جاتے ہیں اور مدارس میں مساجد لازم و ملزوم ہیں۔ یہ جوڑ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی اور مدرسہ صُفّہ سے چلا ہے۔ اور دلّی دیوبند سے ساہیوال تک بدستور جاری و ساری ہے۔ ۱۸۵۷ء کے جہادِ حریت کے بعد علماء حقانی و مشائخ ربانی نے مسلمانوں کے دین و ایمان کے تحفظ و بقا کے لئے، مدارس عربی، کا نسخہ تجویز فرماتے ہوئے ایک تعلیمی تحریک" چلائی تھی جو دارالعلوم دیوبند سے چل کر پاکستان تک پھیلی ہوئی ہے۔

اگر یہ عربی مدارس تبلیغی مقابر، مذہبی مساجد کے حلقے نہ ہوتے تو دین و ملّت کا تحفظ عقائد کی پختگی اور جہاد کے جذبات کیسے زندہ رہتے۔ بظاہر ہمارے ماحول میں اسلام کا نام، جہاد کا جذبہ، ناموس رسالت اور قرآن و سنت سے تعلق صرف عربی مدارس کا رہینِ منّت ہے۔

عربی مدارس کا ملّتِ پاک پر یہ احسان ہے کہ انہوں نے قال اللہ و قال الرسول کی صدا کو جوں توں اپنے نازک ہاتھوں اور حق کی زبانوں سے زندہ رکھا۔

پاکستان کا مطلب لا الٰہ الا اللہ، اور اس کلمۂ خیر کو صرف مدارس عربیہ اسلامیہ نے پڑھا پڑھایا، سکھایا اور پہنچایا پاکستان بن چکنے کے بعد اس میں اسلامی نظام کا مسئلہ بھی مدارس عربیہ اسلامیہ کا نصاب ہے، اور مدارس کا پورا نصاب اسلامی نظام ہے۔

پاکستان پر ہندوستان کا جارحانہ حملہ کا جواب بھی صدر محترم پاکستان نے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے واسطہ سے دینے کے لئے ۶ ستمبر کی دوپہر کو قوم سے خطاب کیا تھا۔ یہ پورا کلمہ مدارس عربیہ اسلامیہ کا بنیادی حرفِ اولیٰ اور پہلا سبق ہے۔

پاکستان، اسلام، کلمۂ توحید اور مسئلہ جہاد پر عمل کرنے سے بحمد اللہ محفوظ رہا۔ اور عربی مدارس کی نصابی کتب قرآن و حدیث و فقہ اسلامی میں مسائل و فضائل جہاد، نیز کتاب الجہاد۔ ابواب الجہاد۔ فصل جہاد اور شعوب جہاد کے عنوانات سے باقاعدہ سبقاً و درساً پڑھائے جاتے ہیں اور کسی جگہ یہ تعلیم نہیں ہوتی۔ اسلامی تعلیمات کے مدارس یا مساجد کے مقابر ہی سے الجہاد و الجہاد و الجہاد کے غلغلے بلند ہوتے ہیں۔

ورنہ انگریز کے متنبی و مجدد تو جہاد کی حرمت کے فتوے دیتے تھے۔ مرزا غلام احمد کا الہامی مسئلہ ہے ؎

اب چھوڑ دو اے دوستو جہاد کا خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی مولانا رشید احمد گنگوہی حضرت شیخ الہند مولانا مدنیؒ، مولانا احمد علیؒ حضرت امیر شریعتؒ قاضی احسان احمد مرحوم جیسے مجاہد، جہاد کی تعلیم و تبلیغ کرتے تھے۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ دینِ اسلام و کلمۂ توحید و جہاد شرعی سے پاکستان کا تحفظ ہوا ہے۔ اور مندرجہ بالا مسائل کی تعلیم و تبلیغ عربی مدارس، مساجد کے مقابر کی رہینِ منت ہے۔ عربی مدارس نے جہاں ایسے عظیم الشان کارنامے سرانجام دئے وہاں یہ کام بھی بہت وقیع ہے کہ داخلی فتنوں کا مقابلہ یہی عربی مدارس و مساجد کے مقابر کرتے رہے۔ ورنہ اہل فتن زنادقہ و ملاحدہ نے ہر دور میں اسلام کی صورت مسخ کرنے کی کوشش کی ہے اور کر رہے ہیں۔ اور جدید اسلام کے جدید ایڈیشن تیار کئے جا رہے ہیں۔ اور اسلامی مدارس عربیہ کا اصل سرمایہ توکل بر خدا ہے۔

عامۃ المسلمین ان کی اعانت کر کے نجات و سعادت حاصل کرتے ہیں۔ اور امراء و تاجران کرام زکوٰۃ و صدقات سے اپنے اموال کو پاک و بابرکت بنا لیتے ہیں۔ یہ معاونین کا اسلام پر احسان نہیں بلکہ اسلام کا مسلمانوں پر احسان ہے ؎

منت منہ کہ خدمت سلطاں ہمی کنی
منت شناس ازو کہ بخدمت گذاشت

ہمارے تعلیم یافتہ حضرات بتائیں گے کہ انگریز کا تعلیمی نظام اور تہذیبی و تمدنی پالیسی بقول علامہ اقبال مرحوم ؏ ایک سازش ہے فقط دینِ محمد کے خلاف کا آئینہ دار ہے۔

انہی حالات میں دلّی مرحوم دیوبند کے دارالعلوم سے لیکر رائے پور سابق جالندھر و منٹگمری سے ساہی وال تک اسی سلسلہ کی ایک کڑی مدرسہ جامعہ رشیدیہ ہے۔

جامعہ رشیدیہ کے اداروں کے متعلق امریکی مشن کا اظہار و بیان ہے کہ "ایسے اداروں کی کوششوں کو حقیر مت سمجھو..... یہ دین اسلام کے پہلوان تیار کر رہے ہیں"۔ حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری بانی خیر المدارس ملتان نے فرمایا کہ "جامعہ رشیدیہ سے جو نفع عام و فیض تام ہوا اس کی نظیر پنجاب کے مدارس میں کہیں نہیں، پائی جاتی"۔

اسی طرح حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند اور حضرت علامہ سید سلیمان صاحب ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے تاثرات بہت ہی عجیب و غریب ہیں جو صاحب کی کتاب الآثار میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ اس اشاعت میں آثارِ متبرکہ کے طور پر شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب قدس سرہ العزیز کا ایک مکتوب محبوب نقل کیا جاتا ہے۔ جو جامعہ رشیدیہ سے متعلق ہے۔

ان دنوں جامعہ رشیدیہ پر تحریک ختم نبوت میں کا عجیب و شدید دور آیا تھا اور جامعہ کے کارکنان و اساتذہ گرفتار و نظر بند، عمارات ضبط۔ تعمیرات بند، انتہائے تشدد کا دور دورہ۔ صرف مسجد آزاد رہ سکی۔ سارا کام مسجد سے لیا گیا۔

ایسے ہی حضرت مفتی فقیر اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ نسخہ کیمیا تجویز فرمایا کہ "خلوص اور ایثار و قربانی سے جد و جہد جاری رکھی جائے۔ اور توکل علی اللہ و فی سبیل اللہ کام کیا جائے۔ بالکل ایسے ہی اچانک جامعہ کے مالیات میں بحران پیدا ہوا۔ تو راقم ناظم نے حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ کو لاہور دعا کے لئے لکھا۔ حضرت اقدسؒ نے ایک مکتوب محبوب کے ذریعہ کوائف طلب فرمائے اور دعا کے ساتھ دوا بھی فرمائی۔

مکرمی و محترمی مولانا حبیب اللہ صاحب۔ دامت معالیکم

از احقر الانام احمد علی عفی عنہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ جامعہ رشیدیہ کے تمام شعبوں کے اساتذہ کرام اور تعداد طلبہ سے مطلع فرمائیں۔ میں ان اعداد و شمار کو خطبہ جمعہ میں ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ امید ہے کہ جواب سے جلدی مطلع فرمایا جائیگا۔ فقط

۱۳۷۶ھ
۱۲ رمضان المبارک

حضرت عالیؒ کی زندگی میں اظہار نہ کیا گیا کہ اخفاء کی تاکید تھی۔ اب ظاہر کرتا ہوں کہ حضرت والا ایسے متوکل اور معتمد نیز خاموش و ٹھوس کام کرنے والے مدارس کی مالی سرپرستی فرمایا کرتے تھے جن کے ناظم کے سوا کسی کو خبر تک نہ ہوتی۔ خود راقم آثم سے بعض مدارس کی فہرست و ضروریات طلب فرماتے تھے۔ دراصل حضرت مفتی فقیر اللہ صاحبؒ سے اعتماداً استفسار فرمانا مقصود ہوتا تھا۔

آج پھر جامعہ رشیدیہ ساہی وال منٹگمری ایسے حالات سے دوچار ہے۔ کہ ایک مسجد مقروض اور دوسری مسجد کی شدید ضرورت ہے۔ دارالتفسیر کی تعمیر نہایت ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ہی ایک ٹیوب ویل درکار ہے لیکن آمدن محدود، اور اخراجات پانچ چھ ہزار ماہانہ ہیں۔ طلباء ایک ہزار سے زائد ہیں۔ جن میں تین سو کے قریب نہایت غریب اور مستحق امداد ہیں۔ ان طلباء میں پاکستان کے علاوہ ایران و برما اور حجاز مقدس عرب کے طلبہ بھی داخل ہیں۔ آئندہ سال دورہ احادیث کے انتظام کا پروگرام بھی زیر غور ہے۔ بحمد اللہ جامعہ رشیدیہ بصرف انکم ٹیکس سے مستثنےٰ ادارہ ہے۔ جامعہ کا نظام و حساب و کتاب الحمد للہ بہترین و معتمد ہاتھوں میں ہے جامعہ کا کوئی سفیر نمائندہ نہیں۔ مخیر حضرات کے لئے جامعہ رشیدیہ ساہی وال کا پتہ کافی ہے۔

والسلام

حضرات مشائخ عظام کا ذوقِ تلاوت

جمیل احمد میواتی

خواجۂ خواجگان جہاں سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین اجمیری چشتی نور اللہ مرقدہٗ کے متعلق سیر الاقطاب میں مذکور ہے کہ آپ رات کو بہت کم سوتے تھے اور بالعموم عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرماتے تھے ذوق تلاوت کلام اللہ شریف کا یہ عالم تھا کہ ایک بار دن میں اور ایک بار رات میں کلام پاک ختم کرتے آپ کے خلیفہ اعظم حضرت خواجہ قطب الدین بختیار نور اللہ مرقدہٗ نے آخر عمر میں قرآن مجید حفظ کیا اور مجاہدہ کا یہ عالم تھا کہ ہر روز دو بار قرآن مجید ختم کرتے۔ جیساکہ سیر الاولیاء میں مذکور ہے ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت خواجہ حمید الدین ناگوری نور اللہ مرقدہٗ تو امام بنے اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار و مولانا بدر الدین غزنوی مقتدی بنے اور عشاء کے بعد سے جو کھڑے ہوئے تو پہلی رکعت میں ایک قرآن مجید پورا اور مزید چار پارے نیز دوسری رکعت میں بھی ایک بار قرآن مجید ختم کیا پھر بھی نہایت انکساری کے لہجہ میں بارگاہ ایزدی میں عرض رساں ہوئے الٰہی ہم سے تیری عبادت نہیں ہو سکتی لیکن تو اپنی رحمت سے ہمیں بخش دے۔

شیخ الشیوخ حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر قدس اللہ سرہ رمضان شریف میں ہر رات تراویح کی نماز میں دو کلام پاک ختم کرتے۔ کبھی کبھی دس پارے زیادہ بھی پڑھ جاتے اور کچھ رات باقی رہتی تو تراویح سے فارغ ہوتے آپ کے محبوب مرید و خلیفہ بھی آپ کے ساتھ مشغول نماز ہوتے تھے! آپ کے ملفوظات مبارکہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ کلام پاک کی تلاوت سے بہتر اور افضل تر کوئی عبادت نہیں، کلام پاک کی تلاوت سے بندہ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتا ہے جس سے بڑھ کر اور کوئی سعادت نہیں ہو سکتی حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء قدس اللہ سرہ نے بڑی عمر میں اپنے مرشد کے حکم سے قرآن مجید حفظ کیا تھا۔ نیز دن رات میں چار سو رکعت نماز ادا فرماتے تھے دیگر عبادات و مجاہدات کی کثرت الگ رہی۔

حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی نور اللہ مرقدہٗ مشہور مشائخ چشت میں آپ کا شمار ہوتا ہے ساری عمر محنت و مجاہدہ و ریاضت شاقہ میں گذاری آپ ارشاد فرماتے ہیں لوگوں نے قرآن مجید و احادیث مبارکہ کو چھوڑ دیا ہے اس لئے خراب اور پریشان ہیں ایک مرتبہ ارشاد فرمایا جو شخص گھربا راہ میں شب و روز قرآن مجید پڑھتا ہے اور ذکر خدا میں مشغول رہے تو تو وکری حجاب نہیں وہ صوفی ہے۔

حضرت خواجہ سید گیسو دراز نور اللہ مرقدہٗ، تلاوت قرآن مجید سے خاص شغفت رکھتے تھے ظہر کے بعد اور تہجد میں تلاوت کرنے کا معمول تھا آخر عمر میں ضعف کے سبب اپنے صاحبزادہ اور مولانا بہاء الدین امام سے پڑھوا کر سنتے تلاوت کے بعد پھر درس ہوتا اسی طرح سنا ہے کہ عارف ربانی حضرت مولانا الشاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ بھی اخیر عمر میں ضعف کے سبب اپنے نواسے حضرت مولانا الشاہ عبدالعزیز رائے پوری ثالث جانشین برحق حضرت اقدس مولانا الشاہ عبدالقادر رائے ثانی سے اپنے پلنگ پر پاس بٹھلا کر قرآن مجید سنا کرتے تھے یہ حضرات بھی چونکہ چشتی ہیں اس لئے یہاں ان کا تذکرہ بھی کر دینا مناسب سمجھا۔

شیخ الاسلام حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی نور اللہ مرقدہٗ نے بارہ سال کی عمر میں اپنے والا بزرگوار کے انتقال کے بعد قرآن مجید حفظ کیا آپ کے تذکرہ مبارک میں یہ بھی لکھا ہے آپ نے ساتوں قرأت میں مہارت حاصل کی تھی عبادت و ریاضت میں کلام پاک کی تلاوت سے بڑی شغفت رکھتے تھے چنانچہ آپ ایک رکعت میں ایک کلام مجید پورا اور مزید چار پارے پڑھ لیا کرتے تھے آپ کے متعلق یہ بھی لکھا ہے تہجد کی نماز کے بعد کلام پاک شروع فرماتے اور فجر کی نماز کی سنتوں تک پورا ختم کر لیتے تھے قرآن مجید کا درس دینا بھی آپ کے معمولات شریفہ میں شامل تھا (جس طرح ہمارے اس دور میں نور المشائخ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری نور اللہ مرقدہٗ نے لوجہ اللہ چالیس سال درس قرآن دیا)۔

آپ کے صاحبزادہ حضرت شیخ صدر الدین عارف قدس اللہ سرہ العزیز کے متعلق لکھا ہے کہ جب آپ کلام مجید پڑھتے یا ختم کرتے تو معرفت کے نئے نئے اسرار و رموز ان پر عیاں ہوتے اسی لئے وہ عارف کے نام سے مشہور ہوئے آپ کے ایک خلیفہ مولانا علاؤ الدین خجندی نور اللہ مرقدہ جو آپ کی خدمت میں چودہ سال رہے شغف قرآن مجید کا یہ عالم تھا کہ ہر روز دو مرتبہ ختم کر لیا کرتے تھے ان کا مرشد آپ کو محبوب اللہ کہا کرتے تھے۔

حضرت شیخ صدر الدین عارف نور اللہ مرقدہٗ کی زوجہ محترمہ یعنی حضرت شیخ رکن عالم نور اللہ مرقدہٗ کی والدہ ماجدہ جو بہت ہی عابدہ زاہدہ خاتون تھیں اور اور اپنے زمانہ میں اپنے زہد و تقویٰ کے سبب مشہور تھیں روزانہ ایک بار کلام مجید ختم کرتی تھیں۔

حضرت سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں جہاں گشت نور اللہ مرقدہٗ نے اثنائے تعلیم میں کلام پاک کی ساتوں قرائتیں سیکھیں۔

اسی طرح حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی نور اللہ مرقدہٗ نے سات سال کی عمر میں سات قرأتوں کے ساتھ کلام پاک حفظ کیا کیا اور چودہ سال کی عمر میں معقولات منقولات کی تعلیم ختم کی۔

حضرت سلطان اورنگ عالمگیر رحمتہ اللہ علیہ نے تخت نشینی کے بعد قرآن شریف حفظ کیا۔ تین قرآن مجید اپنے ہاتھ سے لکھے۔ ایک نسخہ مبارک کی عمدہ جلد بندھوا کر مکہ مکرمہ روانہ کیا۔

الحمد للہ کہ آج بھی اس دور فتن میں

۱۲

اخلاقی انحطاط کا سبب

تعلیم کی کمی نہیں بلکہ تربیت کی خرابی ہے

عبدالسلام بیگ لاہور

انسان کا سب سے قیمتی سرمایہ اس کا اخلاق اور کردار ہی ہوتا ہے موجودہ دور میں کردار سے گرے ہوئے مشاہدات کو دیکھ کر ملک کے ہر شریف شہری کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں وہ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ "بریں عقل و دانش دو حرف بس است" ملک میں غنڈہ گردی پھیلانے والے، چور بازاری کو فروغ دینے والے لوگوں کے مال و جان پر ڈاکہ ڈالنے والے۔ رشوت اور حرام خوری کو شیوہ بنانے والے، یہ سب بدکردار انسان ہی ہیں اور یہ انسان نہ تو آسمان سے ٹپک پڑے ہیں اور نہ ہی زمین سے ابھر آتے ہیں۔ بلکہ انہوں نے ہمارے ہی معاشرہ کی ماؤں کے ہاں جنم لیا ہے انہوں نے خراب ماحول اور ناقص تربیت، میں پرورش پائی تب ہی ملک اور قوم کے لئے باعثِ ننگ و عار ثابت ہوئے۔

موضوع زیر بحث میں اخلاقی انحطاط کا باعث تربیت کی خرابی پر زور دیا ہے آخر تربیت کی خرابی کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے جس طرح ایک پودے کی نشوونما کے لئے اچھی زمین مناسب روشنی اور پانی اور ضروری دیکھ بھال کی ضرورت ہے بالکل یہی کیفیت اور یہی حال ایک صاحب کردار شخصیت کی تعمیر میں بھی روز اول سے ہی پوری نگہداشت اور صحیح تربیت کی ضرورت ہوتی ہے۔

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج!

یہ کون نہیں جانتا کہ تربیت کی خرابی اور اچھائی میں بچپن کا زمانہ بہت اہم ہوتا ہے، بلکہ تخلیق کے پہلے ہی دن سے بچے کا کردار بننا شروع ہو جاتا ہے افراد کی تربیت و کردار میں سب سے زیادہ اس کے خاندان۔ والدین اور خصوصاً ماؤں کا کردار داخل ہوتا ہے۔ جب نپولین ماں کے پیٹ میں تھا، تو ایک دفعہ اس کی ماں اپنے خاوند کے ساتھ معرکہ جنگ میں شریک تھی اس نے نہ صرف جنگی کرتبوں میں دلچسپی ظاہر کی بلکہ اولاد میں بھی اس کو سرایت کرنے کی کوشش کی چنانچہ ماں کے دیرینہ اوصاف بچہ کے اندر بھی سرایت کر گئے اور وہ آئندہ ایک بہت بڑا جرنیل ہوا۔

تربیت اپنے مفہوم کے لحاظ سے ایک وسیع لفظ ہے اس کا مقصد ہے بچوں میں اچھا کردار پیدا کرنا۔ ان کو نیکی کی طرف راغب کرنا۔ برے کاموں سے باز رکھنا۔ اچھے طور طریقے سکھانا۔ جن بچوں کو اپنے گھر میں والدین کی شفقت و محبت کے ساتھ ساتھ صحیح تربیت بھی حاصل ہوتی ہے وہ زیادہ دیرپا، مؤثر اور مستقل ہوتی ہے اس کے نقوش عمر کے ساتھ ساتھ بڑھتے اور ابھرتے ہیں اور یہی بچے بڑے ہو کر اچھے شہری اور ملک و قوم کا سرمایہ بنتے ہیں کمال اتاترک ابھی لڑکے ہی تھے کہ ان کے باپ فوت ہو گئے۔ لیکن ان کی والدہ نے جو بہت نیک اور دین دار خاتون تھیں اس ہونہار بچہ کی تعلیم و تربیت پر حد درجہ محنت کی اور آخر یہی بچہ ایک عظیم الشان سالار بن کر دنیا میں چمکا۔ بچے کی ابتدائی زندگی ایک سلیٹ کی مانند ہوتی ہے اس پر جو تحریر نقش کر دی جاتی وہ آخر تک موجود رہتی ہے گھر کے اندر جو خیالات اور تصورات ابتداء ہی سے بٹھائے جاتے ہیں وہی آخر کار اس کی رگ و پے میں سرایت کرتے ہیں اور وہ اسی قالب میں ڈھل جاتا ہے۔

فرد کے کردار اور تربیت کا انحصار محض سکول اور کالج کی تعلیم پر نہیں ہوتا بلکہ تربیت کی استواری پر ہوتا ہے ابتدائے تاریخ سے لے کر موجودہ دور تمدن کے نصف النہار تک مشرق و مغرب کے تمام تر مفکرین اور ماہرین نفسیات کا متفقہ فیصلہ یہی ہے کہ تربیت کی استواری میں گھر کے ماحول اور والدین کے ذاتی کردار اور تربیت و تعلیم کا بے انتہا دخل ہوتا ہے آج ہر ماں اور باپ کا مطمح نظر یہی ہے کہ ان کا بچہ شہر کے بہترین مدرسہ میں تعلیم پاتے۔ کالج اور یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہو کر اعلیٰ روزگار حاصل کرے لیکن بہت کم والدین اپنے بچے کے اخلاق و کردار کی طرف توجہ دیتے ہیں، وہ ان کی چھوٹی موٹی اخلاقی لغزشوں پر نظر تک نہیں رکھتے اور ان کی یہی کوتاہی بچے کے کردار کی تخریب کی ذمہ دار ہوتی ہے اور آئندہ زندگی میں راسخ ہو جاتی ہے

سر سید احمد خان ابھی طفل مکتب ہی تھے کہ انہوں نے غصے میں آکر ایک معمر نوکر کو تھپڑ مار دیا۔ والدہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے سر سید کو گھر سے باہر نکال دیا اور کہا کہ میں اس لڑکے کو اپنے گھر میں رکھنے کے لئے تیار نہیں ہوں جو ایک معمر شخص پہ ہاتھ اٹھا سکتا ہے پاس ہی خالہ کا گھر تھا۔ سید وہاں تین دن تک کوٹھڑی میں چھپے رہے۔ آخر جب سر سید نے نوکر سے معافی مانگی تو والدہ نے بھی انہیں معاف کر دیا۔ ماں کی اس تربیت کا نتیجہ تھا کہ وہ اپنے دور کے بڑے مصلح قوم ثابت ہوئے

اولاد کی تربیت میں والدین کے روزمرہ طرز عمل کو بھی بڑا دخل ہوتا ہے۔ ان کی پاکیزگی، عبادت، عزت نفس اور خوف خدا کا اثر بہر حال اولاد میں بھی آتا ہے۔ بزرگان دین کی مائیں تہجد کے وقت اپنے بچوں کو جگاتیں اور اس پاک وقت میں باوضو ہو کر بیٹوں کو دودھ پلاتیں جس کے نتیجہ میں پروان چڑھنے والا بیٹا اوصاف حمیدہ کا پیکر ہوتا، اس کے برخلاف آج کی مائیں سینما ہال میں شو دیکھتے ہوئے اور گھر میں فرمائشی گانے سنتے ہوئے بچوں کو دودھ پلاتی ہیں۔ ان کے کردار کا نتیجہ جو ہے۔ سب کے سامنے ہے۔ تربیت کی خرابی یہاں سے شروع ہوتی ہے، جس کا خمیازہ ہم سب کو بھگتنا پڑتا ہے حکومت سرگراں ہے کہ سماج دشمن عناصر کو ختم کر کے دم لے گی۔ خدا کرے کہ وہ اس میں کامیاب ہو۔

کون نہیں جانتا کہ آدمی بچپن سے ہی بڑا ہوتا ہے جو کچھ گھر کے بڑے افراد کو کرتے ہوتے دیکھتا ہے وہی کچھ خود بھی کرتا ہے۔ ہمارا مشاہدہ ہے کہ باپ بیٹے سے یہ کہتا ہے کہ عبادت بہت اچھی چیز ہے بیٹا سنتا ہے اور اس تاک میں رہتا ہے کہ باپ کب دوزانوں ہوتا ہے تاکہ وہ بھی اس کے ساتھ عبادت میں شامل ہو لیکن یہ حادثہ کبھی پیش نہیں آتا۔ ماں بچے سے کہتی ہے کہ غصہ کرنا اور گالی بکنا بے وقوفوں کا کام ہے بچہ یقین کر لیتا ہے لیکن جب وہ دیکھتا ہے کہ گھر میں صبح سے شام تک اس کے بزرگ نہ صرف ایک دوسرے پر غصہ ہوتے ہیں۔ بلکہ گالی گلوچ سے بھی باز نہیں آتے اور تو اور کئی موقعوں پر ماں باپ میں تیز کلامی اور تلخی ہوتی رہتی ہیں تو کیا یہ چیزیں اس کی خرابی کی کماحقہ ذمہ دار نہیں۔ جس طرح ایک جوہری ایک نگینے کو قرینے کے ساتھ جوڑنے کے بعد ہی اس کی صحیح قدر و قیمت پایا جاتا ہے۔ اسی طرح افراد کی شخصیت اچھی تربیت اور کردار سے ہی پایۂ تکمیل تک پہنچتی ہے۔

رسول کریم کی حدیث ہے کہ عمدہ تربیت سے بہتر کوئی عطیہ نہیں جو باپ اولاد کو دے سکے۔ علامہ اقبالؒ اپنی تربیت کا ذمہ دار اپنے والدین کو ٹھہراتے ہیں اور انہوں نے خود اپنی ماں کو یوں مخاطب کیا ہے ؎

تربیت سے تیری میں انجم کا ہم قسمت ہوا
گھر میرے اجداد کا سرمایۂ عزت ہوا

اپنی تاریخ کے اوراق دیکھئے مسلمان والدین کی اخلاقی عظمت اور وقار کو دیکھئے نہ وہ لوگ آج کل کی طرح گریجویٹ تھے نہ ہی کوئی فلاسفر لیکن ان والدین نے بھی اپنی اولاد کی تربیت اس خوش اسلوبی سے کی کہ طارق بن زیاد، محمد بن قاسم مولانا محمد علی، مصطفےٰ کمال اور علامہ اقبالؒ جیسی ہستیاں منصۂ شہود پر آئیں، جب تک ہم تعلیم کے ساتھ ساتھ بہتر تربیت پر توجہ نہ دیں گے۔ اور مذہب اسلام کے قوانین پر پوری طرح کاربند نہ ہوں گے ہماری قوم اخلاقی انحطاط کا شکار ہی رہے گی کیونکہ اس کا سبب تعلیم کی کمی نہیں (یہاں تعلیم سے مراد مروجہ تعلیم ہے)، بلکہ تربیت کی خرابی ہے اور تربیت کو درست کرنے کی مثالیں آپ اوپر دیکھ چکے ہیں۔

آج گھر گھر میں بچوں کی بے راہ روی کا رونا رویا جاتا ہے۔ سکولوں اور کالجوں کے تعلیمی نتائج حد درجہ حوصلہ شکن ہیں۔ ملک کا معاشرہ دن بدن تنزل پذیر ہے۔ اور ان سب قباحتوں کی سب سے بڑی وجہ تربیت و کردار کی خامی ہے تربیت کی اصلاح ایک بنیادی امر ہے موجودہ حالات میں بغیر مسلسل جدوجہد اور ہر ایک ماں باپ کی انفرادی کاوش کے اس ناسور کو ہمیشہ کے لئے دور نہیں کیا جا سکتا۔

بقیہ :- حضرات مشائخ

اپنے اکابر میں سے بعض حضرات روزانہ ایک قرآن مجید کا ختم کرنا اپنا معمول رکھتے ہیں یہ تمام تر باتیں از قبیل کرامات اہل اللہ سے ہیں جو کرامت کی حقیقت کو جانتے ہیں ان کو تو تردد ہی نہ ہوگا جو نہیں جانتے وہ اہل اللہ سے حقیقت کرامت معلوم کریں۔

رمضان اور اس کی فضیلت

احادیث کی روشنی میں

قاری فیوض الرحمن صدر مجلس عربی پنجاب یونیورسٹی

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اٰخِرِ یَوْمٍ مِّنْ شَعْبَانَ فَقَالَ یَا اَیُّھَا النَّاسُ! قَدْ اَظَلَّکُمْ شَھْرٌ عَظِیْمٌ، شَھْرٌ مُّبَارَکٌ فِیْہِ لَیْلَۃٌ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ، جَعَلَ اللّٰہُ صِیَامَہٗ فَرِیْضَۃً وَ قِیَامَ لَیْلِہٖ تَطَوُّعًا، مَنْ تَقَرَّبَ فِیْہِ بِخَصْلَۃٍ مِّنَ الْخَیْرِ کَانَ کَمَنْ اَدّٰی فَرِیْضَۃً فِیْمَا سِوَاہُ وَ مَنْ اَدّٰی فَرِیْضَۃً فِیْہِ کَانَ کَمَنْ اَدّٰی سَبْعِیْنَ فَرِیْضَۃً فِیْمَا سِوَاہُ وَھُوَ شَھْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُہُ الْجَنَّۃُ، وَ شَھْرُ الْمُوَاسَاۃِ۔ (مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ شعبان کی آخری تاریخ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا، جس میں فرمایا: "اے لوگو! ایک بڑی عظمت والا بڑی برکت والا مہینہ آیا چاہتا ہے، وہ ایسا مہینہ ہے کہ جس کی ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ میں روزہ رکھنا فرض قرار دیا ہے، اور اس مہینہ کی راتوں میں تراویح پڑھنا نفل کر دیا ہے (یعنی فرض نہیں ہے بلکہ سنّت ہے، جس کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے) جو شخص اس مہینہ میں کوئی ایک نیک کام اپنے دل کی خوشی سے از خود کرے گا تو وہ ایسا ہو گا جیسے کہ رمضان کے سوا اور مہینوں میں ادا کیا ہو، اور جو اس مہینہ میں فرض ادا کرے گا تو وہ ایسا ہو گا جیسے کہ رمضان کے سوا دوسرے مہینہ میں کسی نے ستّر فرض ادا کئے۔ اور یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنّت ہے اور یہ مہینہ سوسائٹی کے غریب اور حاجتمندوں کے ساتھ مالی ہمدردی کا مہینہ ہے۔

صبر کا مہینہ ہونے سے مطلب یہ ہے کہ روزوں کے ذریعے مومن کو خدا کی راہ میں جمنے اور اپنی خواہشات پر قابو پانے کی خاص مشق اور تربیت دی جاتی ہے، آدمی ایک معیّن وقت سے لے کر دوسرے معیّن وقت تک اللہ کے حکم کے تحت نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے اور نہ بیوی کے پاس جاتا ہے، اس سے اس کے اندر احساس بندگی اور اطاعت خداوندی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

اس سے اُسے اس بات کی ٹریننگ دی جاتی ہے کہ وہ موقعہ پڑنے پر اپنے جذبات اور اپنی خواہشات نفسانی پر کس قدر کنٹرول کر سکتا ہے۔

اس دنیا میں بندۂ مومن کی مثال میدان جنگ کے ایک سپاہی کی سی ہے جسے طاغوتی طاقتوں اور شیطانی خواہشوں کا سامنا کرنا ہے، اگر اُس کے اندر صبر کی صفت مفقود ہو گی تو وہ حملہ کی ابتدا ہی میں اپنے آپ کو دشمن کے حوالے کر دے گا۔

شہر المواساۃ

"ہمدردی کا مہینہ" ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ روزہ دار جنہیں اللہ پاک نے کھاتا پیتا بنایا ہے، انہیں چاہیئے کہ بستی کے ضرورت مندوں اور حاجتمندوں کو خدا کے دیئے ہوئے انعام میں شریک کریں، اور ان کی سحری اور افطاری کا انتظام کریں۔ مواساۃ کے معنی مالی ہمدردی کرنے کے ہیں لیکن اس میں قولی اور زبانی ہمدردی بھی شامل ہے۔

قیام رمضان بخشش کا پیام ہے

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَہٗ، مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ "متفق علیہ"

ترجمہ: حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشادِ گرامی ہے کہ "جس شخص نے ایمانی کیفیّت کے ساتھ اور اجر آخرت کی نیّت سے رمضان المبارک کے روزے رکھے تو اللہ ربّ العزّت اُس کے اُن گناہوں کو معاف فرما دیں گے جو پہلے ہو چکے ہیں، اور جس نے رمضان المبارک کی راتوں میں ایمانی کیفیّت اور اجر آخرت کی نیّت کے ساتھ نمازِ (تراویح) پڑھی تو اُس کے اِن گناہوں کو اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا جو پہلے ہو چکے ہیں"

اس حدیث پاک سے رمضان کے روزوں کا رکھنا اور پھر راتوں کو نمازِ تراویح ادا کرنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور ساتھ ہی ساتھ اجر بھی بیان کر دیا گیا ہے کہ صوم و قیام سے ان گناہوں کو اللہ پاک معاف فرما دیں گے جو پہلے ہو چکے ہیں، واقعی یہ ایک بڑا انعام ہے جو منعم حقیقی کی جانب سے اُس کے بندوں کو عطا کیا گیا ہے۔

روزہ کی حالت میں لڑائی جھگڑے اور گالی گلوچ سے بچنا ازبس ضروری ہے۔

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ الصِّیَامُ جُنَّۃٌ، وَ اِذَا کَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِکُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ، فَاِنْ سَابَّہٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَہٗ، فَلْیَقُلْ اِنِّیْ امْرُؤٌ صَائِمٌ۔ "بخاری و مسلم"

ترجمہ: حضور علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا کہ "روزہ ڈھال ہے، اور جب تم میں سے کسی کے روزہ کا دن ہو تو اپنی زبان سے فحش بات نہ نکالے اور نہ شور و ہنگامہ کرے اور اگر کوئی اُس سے گالم گلوچ کرے یا لڑائی پر اُتر آئے تو اُس روزہ دار کو سوچنا چاہیئے کہ میں تو روزہ دار ہوں" بھلا میں کسی طرح گالی دے سکتا ہوں اور لڑ سکتا ہوں۔

مقصود یہ ہے کہ جب کسی روزہ دار نے اللہ کے حکم کے تحت حلال اور جائز چیزوں کو بھی اپنے اوپر حرام اور ناجائز کر رکھا ہے تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اُسی اللہ کے اُن احکام کو نظر انداز کر دے جو سال کے ایک خاص وقت کے لئے ناجائز اور حرام نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے ہیں، اس لئے ایسی بری باتوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا تو اور بھی ضروری ہوا۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ عبادت روزہ سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنے آپ پر کنٹرول کرنے کی مشق کرواتے ہیں کہ تمہارے اعضاء اللہ کے حکموں پر حرکت میں آئیں اور اُسی کے حکم پر یکسر بند ہو جائیں، نفسانی خواہشات قابو میں رہیں، زبان قابو میں رہے اور اسی طرح دیگر جوارح بھی پوری طرح قابو میں رہیں، جب روزہ سے یہ بات حاصل ہوگئی تو روزہ کا مقصود بھی گویا حاصل ہو گیا، اس لئے کہ صوم یا صیام کے لغوی معنی رُکنے اور باز رہنے کے ہیں۔

روزہ اور اُس کی روح

قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَیْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِیْ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ۔ (بخاری شریف)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے روزہ رکھنے کے باوجود جھوٹ بات کہنا اور اُس پر عمل کرنا نہیں چھوڑا تو اللہ کو اس سے کوئی دلچسپی نہیں کہ وہ بھوکا اور پیاسا رہتا ہے۔

روزہ رکھوانے سے اللہ تعالےٰ کو مقصود انسان کو نیک اور صالح بنانا ہے، اگر وہ نیک ہی نہ بنا اور سچائی پر اُس نے اپنی زندگی کی عمارت نہیں اُٹھائی، رمضان میں بھی ناحق بات کہتا اور کرتا رہا اور رمضان کے باہر بھی اُس کی زندگی میں سچائی دکھائی نہیں دیتی تو ایسے شخص کو یہ سوچنا چاہیئے کہ آخر وہ کیوں صبح سے شام تک کھانے پینے سے رُکا رہتا ہے۔

بقیہ: درس قرآن

پینے کا، بلانے کا، وضو کا، غسل کا، کپڑے دھونے کا، حیوانوں کے پانی پینے کا، پرندوں کے، چرندوں کے، اللہ کی ساری مخلوق کے فائدہ اُٹھاتے کا، آج تک سعدؓ کی ماں کو ثواب پہنچ رہا ہے۔ ایصال ثواب ہوا کہ نہ ہوا؟ میرے دوستو! اور بزرگو! میت زیادہ محتاج ہے آپ کے ایصال ثواب کی۔ صحیح حدیثوں میں آتا ہے کہ جب کوئی انسان قبرستان کے قریب سے گزرتا ہے۔ اور وہ دعا نہیں کرتا، تو اہل قبور اپنی جگہ ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں کہ اللہ کے بندے اگر تو جاتے جاتے فاتحہ پڑھ جاتا، بسم اللہ ہی کہہ دیتا تو تیرے اس گزرنے سے ہمیں فائدہ پہنچ جاتا۔

تذکار شیخ التفسیر

حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

محمد عثمان غنی بی اے واہ کینٹ

اللہ کے نیک بندوں کی مقبولیت اسی دنیا میں ظاہر ہو جاتی ہے۔ ہمارے مرشد و مربی مخدومنا و مولانا شیخ التفسیر کی پیدائش جمعہ کے دن ہوئی اور مہینہ رمضان المبارک کا تھا۔ مالک ارض و سمائے جب انہیں واپس بلایا تو وہ بھی جمعہ کا ہی دن تھا اور رمضان کا مقدس مہینہ۔ پھر قبر مبارک سے فردوسی خوشبوئیں آئیں۔ اس مرد کامل کی جب ریشمی خطوط کی تحریک کے سلسلہ میں گرفتاری ہوئی اور جب آپ کو ہتھکڑی پہنا کر لایا گیا تو کوئی واقف کار بھی نہ تھا۔ یہاں تک کہ آپ کی ضمانت دینے کے لئے دو آدمی لاہور سے نہ ملتے تھے۔ بمشکل ایک آدمی لاہور سے ملا اور گوجرانوالہ سے ملک لال خاں صاحب کو بلایا گیا۔ لیکن جب اس مرد درویش کا جنازہ اٹھا تو لاہور کے گلی کوچوں سے پھولوں کی پنکھڑیوں کی بارش ہوتی تھی اور ہر آنکھ اشکبار تھی حدِ نگاہ تک آدمی ہی آدمی دکھائی دیتے تھے۔ لاہور اور بیرون جات سے لاکھوں لوگ جنازہ میں شریک ہوئے کیا یہ مقبولیت کی علامات نہیں ہیں؟ مصنف انوار ولایت جناب محترم ماسٹر لال دین صاحب اخگر نے حضرتؒ کے ایک خلیفۂ مجاز کا مراقبہ درج فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپؒ کے صدقے لاہور کے اتنے وسیع و عریض اور قدیم قبرستان (میانی صاحب) کے تمام صاحب ایمان گناہ گار مردوں پر سے عذاب قبر اٹھا لیا۔

حضرتؒ کے سب سے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا حافظ حبیب اللہ صاحب مہاجر مدنی کی ایک روز مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے آنکھ لگ گئی اور خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرتؒ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو پیشانی پر بوسہ دیا اور سینے سے لگایا۔ ایک نہایت ہی پر فضا مقام ہے اور باغ کے درمیان روش کے دو رویہ مکانات اور محلات کی قطاریں ہیں۔ مولانا حبیب اللہ صاحب کے دل میں خیال آیا کہ خدا جانے یہ کونسا مقام ہے۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب ہی میں آپ کو فرمایا کہ یہ جنّت ہے اور جو دائیں جانب محلّات ہیں یہ ان علماء کے ہیں جنہوں نے تیرے والد سے قرآن کے علوم و معارف سیکھے اور جو بائیں جانب مکانات ہیں یہ ان خوش بخت مسلمانوں کے ہیں جنہوں نے تیرے والد سے بیعت کی (یہ خواب حضرت کی وفات سے قبل دکھایا گیا) سبحان اللہ! یہ غلوئے عقیدت نہیں ہے بلکہ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر ایمان رکھتے ہیں کہ جس نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی تو وہ حضورؐ ہی ہیں۔ شیطان آپ کی شکل اختیار نہیں کر سکتا۔ پھر خواب دکھایا گیا مدینۃ النبیؐ میں اور خواب دیکھنے والے کے تقوے اور صداقت میں کلام نہیں۔ اس لئے ہم اپنی قسمت پر ناز کرتے ہیں کہ اللہ نے اپنے ایسے مقبول اور پاکباز بندے کی غلامی نصیب فرمائی جس کی مقبولیت ہر صورت میں ظاہر ہو رہی ہے۔ حضرتؒ بناوٹی پیروں کے فریبوں سے خلق خدا کو آگاہ فرمایا کرتے تھے اور ہمیشہ اتباع سنت کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ اپنے متوسلین کو آپؒ نے جو نصیحت فرمائی وہ یہ ہے میں نے اپنی ساٹھ سالہ زندگی میں ایسے مقامات دیکھے ہیں جہاں کسی اللہ والے کی برکت سے خوب رونق تھی اللہ اللہ کرنے والی جماعت موجود تھی۔ مسجدیں بھری رہتی تھیں۔ جمعہ کی نمازیں ہوتی تھیں لیکن ان کے رخصت ہونے کے بعد نہ وہ جماعت رہی، نہ مسجدوں کی آبادی رہی، نہ جمعہ کی نماز۔ انہوں نے نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے مسجدیں بڑی بنوائیں لیکن آج وہاں ایک صف بھی نہیں ہوتی میں آپ کو اس غلطی سے آگاہ کرتا ہوں۔ کیونکہ ایسا ہوتا میں نے اکثر دیکھا ہے۔ اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ جس سلسلے میں تربیت ہو رہی ہے۔ اس سے نکل کر دوسرے سلسلہ میں داخل ہوں گے تو بجائے فائدہ کے نقصان ہو گا۔ پہلا نور بھی بجھ جائے گا۔ ہمارا سلسلہ قادریہ ہے دوسرے سلسلے مختلف ہیں ایک شخص جو سلسلہ قادریہ میں تربیت پا رہا ہو۔ اسے چاہیئے کہ اسی سلسلہ میں اپنی تکمیل کرے اگر شیخ فوت ہو جائے اور تربیت ناقص رہے۔ تو اسی سلسلہ کے تربیت یافتہ حضرات سے تکمیل کروائے۔ جماعت کے سارے افراد کی حالت یکساں نہیں ہوا کرتی اس کی مثال ایسے ہے۔ جیسے بیری کا درخت۔ اس میں چھوٹے چھوٹے بیر بھی ہوتے ہیں لیکن ابھی کچّے ہوتے ہیں اور بعض سرخ بھی ہوتے ہیں۔ اگر درخت کٹ جائے تو سرخ بیر سے نسل چل سکتی ہے۔ لیکن باقی سب خشک ہو جائیں گے البتہ جب وہ درخت کے ساتھ تھے تو ہرے تھے۔ اسی طرح جب شیخ موجود ہوتا ہے۔ تو سب پر ایک ہی رنگ ہوتا ہے اگرچہ ان میں بعض کچے ہوتے ہیں اور بعض پکّے۔ جو کچے ہوں وہ یہ نہ سمجھیں کہ شیخ کی صحبت میں جو نُور پیدا ہو چکا ہے وہ ہمارا اپنا ہے یہ اپنا نہیں ہے۔ اپنا تب ہو گا، جب پر سر خود ہوں گے اور سرپرست نہ ہو گا تب بھی یہ نُور رہے گا۔ اپنے سلسلے سے نکل جانے والے کی مثال ایسے ہے جیسے چار پانچ لکڑیاں اکٹھی جل رہی ہوتی ہیں اور آگ خوب شعلے مار رہی ہوتی ہے اور ہر لکڑی جل رہی ہوتی ہے اور اپنا رنگ دکھا رہی ہوتی ہے ان میں سے ایک کو نکال کر الگ کر دیں تو فوراً بجھ جائے گی۔ یہی حال ان طالبوں کا ہے جو جماعت میں رہ کر اللہ اللہ کر رہے ہوں۔ اگر وہ الگ ہوں گے تو نور بجھ جائے گا۔ انتقال ... بڑی

چیز ہے۔ یہ کرامت سے بڑھ کر ہے آپ کے لئے دعا کرتا ہوں کہ جس سلسلے میں آپ اللہ اللہ کر رہے ہیں اللہ تعالےٰ آپ کو اس میں استقامت دے۔ گھر میں بیوی بچوں کو لے کر ذکر کیا کریں۔ میں نہیں جانتا میری زندگی کتنی ہے میں تو اپنی عمر پوری کر چکا ہوں اور اب تو اوور ٹائم (OVER TIME) لگا رہا ہوں اس لئے میں آپ کو اس غلطی سے آگاہ کرتا ہوں۔ یہ میرا تجربہ ہے اور ان گناہ گار آنکھوں سے اکثر ایسا ہوتے دیکھا ہے "میں اپنی جماعت سے کہتا ہوں کہ جو صوفی کتاب و سنّت کا عالم نہیں میرے مرنے کے بعد اس کے پاس ہرگز نہ بیٹھیں۔ جو کتاب و سنت کا عالم نہیں وہ کسی کی رہنمائی کر ہی نہیں سکتا۔

حضرتؒ نے بچپن اور لڑکپن کا زمانہ انتہائی تکالیف برداشت کرکے گزارا۔ اپنے استاد حضرت سندھیؒ کے پاس رہتے تھے تو ہر طرح کی ڈیوٹیاں سرانجام دیتے تھے۔ مثلاً جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لانا، گھر کا پانی بھرنا، کپڑے دھونا وغیرہ۔ جب آپ کی پہلی زوجہ محترمہ کا وصال ہوگیا۔ اور آپ کو سندھ سے دیوبند برائے نکاح ثانی جانا پڑا جہاں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ نے آپ کا نکاح دیوبند کی مسجد میں پڑھا۔ اس وقت بھی آپ کی تکالیف کا ہی زمانہ تھا چنانچہ آپ کا ارشاد ملاحظہ ہو "جب نکاح کے خیال سے مجھے مولانا سندھی پیر جھنڈے سے دیوبند لے گئے تو دور دراز سفر کی وجہ سے میرے کپڑے سخت میلے ہو گئے تھے۔ میرے پاس کپڑے دھونے کے لئے پیسے بھی نہ تھے۔ اور جب نواب شاہ واپس آئے تو ہمارے گھر میں کوئی چارپائی بھی نہ تھی سو کرائے پر چارپائی لایا اور گھر میں پکانے کے برتن بھی نہ تھے۔ جمعہ کے روز کپڑے دھو کر اپنی سوتی ٹوپی کو جست کے ایک کانب پر کلف لگایا کرتا تھا اس میں روزانہ بکری کا دودھ لے آتا۔ جو سندھ میں روٹی کے ساتھ پینے کا عام رواج تھا۔ میری بیوی تو لاہور کی رہنے والی تھیں جہاں سالن کیساتھ روٹی کھانے کا رواج تھا۔ بہرحال سندھ کے دیہاتی دن کو لسّی سے اور رات کو بکری کے دودھ سے جوار کی روٹی کھاتے تھے۔ میں بھی اسی کا عادی تھا۔ اگرچہ میری اہلیہ مجھے سالن کے لئے مجبور تو نہ کرتی تھیں۔ مگر دودھ سے روٹی کھانے کی عادی نہ تھیں اس لئے میں خود دونوں وقت بازار سے ایک ایک پیسے کا سالن لے آیا کرتا تھا"

حضرتؒ سے شادی کے کچھ عرصہ بعد آپ کی اہلیہ محترمہ نے آپ کا ذریعہ معاش پوچھا اور یہ کہ کیا تنخواہ ملتی ہے حضرتؒ نے فرمایا "ہمارا نہ کوئی ذریعہ معاش ہے نہ تنخواہ ہے۔ اللہ تعالےٰ رازق ہے۔ مسبب الاسباب ہے اس نے جس کو پیدا کیا ہے اس کی روزی اپنے ذمہ لی ہے۔ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا۔ ہم اللہ کے دین کی خدمت کرتے ہیں اور یہ محض رضائے الٰہی اور نجاتِ آخرت کے لئے ہے کوئی دنیوی غرض وابستہ نہیں ہے لیکن ہماری مثال یوں سمجھی جا سکتی ہے کہ کسان گندم بوتا ہے گیہوں حاصل کرنے کے لئے جو اسے حاصل ہو جاتی ہے۔ لیکن گائے بیل بھینس وغیرہ کے لئے بھس از خود تیار ہو جاتا ہے کسان بھس نہیں کھاتا۔ گیہوں کی کاشت اس کی آبیاری اور دیکھ بھال بھس کی خاطر نہیں کرتا۔ اسے تو گیہوں بو کے کاٹنا مقصود ہے۔ لیکن اللہ کی قدرت ہے کہ اس سے اس کی اپنی غرض بھی پوری ہو جاتی ہے اور جانوروں کے لئے غذا سال بھر کے لئے مفت حاصل ہو جاتی ہے۔ بعینہٖ ہم تو خدمتِ دین خالصۃً لوجہ اللہ نجاتِ آخرت کے خیال سے کرتے ہیں۔ مگر روزی رساں رزق از خود عطا فرما دیتے ہیں" حضرتؒ پنجابی میں فرمایا کرتے تھے "میں کدی ککھ بھنّ کے دوہرا نہیں کیتا"۔ یعنی اک ذرّہ برابر دنیا کے کمانے کے لئے کام نہیں کیا۔ مگر یہ اللہ کے نام کی برکت ہے اور خدمتِ قرآن کا ثمر ہے کہ اللہ تعالےٰ نے کبھی بھی ضروریاتِ زندگی سے محروم نہیں رکھا۔ اللہ تعالےٰ ہر تنگی کے بعد راحت عطا فرماتے ہیں اور حضرتؒ کو اللہ نے وہ موتی عطا فرمائے جن کے مقابلے میں وہ ہر شئے کو ہیچ قرار دیا کرتے تھے۔ آپ کا ارشاد ملاحظہ ہو "میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ اولیائے کرام کے جوتوں کی خاک کے ذرّوں میں سے وہ موتی ملتے ہیں جو بادشاہوں کے تاجوں میں نہیں ہوتے، نہیں ہوتے، نہیں ہوتے۔ اللہ میرے مربیوں کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں نازل کرے۔ میرے دل میں ان کی بڑی عزت ہے۔ مجھے اللہ نے جو کچھ عطا کیا ہے انہیں کی دعاؤں سے ملا ہے۔ اللہ کی اس نعمت کی میرے دل میں اتنی قدر ہے کہ اللہ تعالےٰ فرمائے کہ یہ نعمت واپس دے دے تو میں اس کے عوض تجھے تاج شاہی پہنا دوں گا تو میں عرض کروں گا کہ اے اللہ! آپ تاج شاہی کسی اور کو پہنا دیں۔ مجھے اس کی ضرورت نہیں میرے پاس یہ نعمت ہی رہنے دیجئے"

آپ کا یہ ارشاد ملاحظہ ہو۔

"۴۵ سال ہو گئے مجھے قرآن مجید کی تعلیم دیتے آج تک میں نے کبھی کسی سے ایک پائی تک تنخواہ فیس نہیں لی۔ رسالہ "خدام الدین" کی آمدنی میں سے ایک پائی تک میرے اور میری اولاد کے لئے حرام ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے تم سب سے زیادہ مجھے دیتا ہے۔ میں اللہ کے فضل سے گیارہ مرتبہ مکہ معظمہ حج و عمرہ کے لئے ہوائی جہاز پر گیا ہوں کیا تم میں سے کوئی لاکھ پتی بھی گیارہ مرتبہ مکہ معظمہ ہوائی جہاز پر گیا ہے؟ مالِ حرام بود بجائے حرام رفت۔ میں کوئی کام نہیں کرتا۔ میرے بیٹے کوئی کام نہیں کرتے اور نہ میں نے انہیں انگریزی پڑھائی ہے تو کیا وہ بھوکے مرتے ہیں؟ اللہ کے فضل سے میرا بڑا بیٹا مسجد نبوی میں درس دیتا ہے۔ وہ بھی کوئی کام نہیں کرتا، لیکن اللہ تعالےٰ بہت زیادہ رزق حلال عطا فرماتا ہے۔ مجھے تو کبھی یہ خیال نہیں آیا کہ میں اور میرے بیٹے کہاں سے کھائیں گے۔ اللہ تعالےٰ غیب

سے رزق بھیج دیتے ہیں۔"

حضرتؒ پوری زندگی توکل کا مجسّم نمونہ بنے رہے۔ جلسوں میں شرکت کے لئے تشریف لے جاتے مگر وعدہ مشروط فرماتے کہ اگر اللہ نے اس وقت تک بندوبست کر دیا، کرایہ ہوا تو آ جاؤں گا، اور اگر آیا تو کھانا نہیں کھاؤں گا۔ اللہ کا نام بتاؤں گا اور واپس چلا آؤں گا۔ چنے بھنوا کر مصلّے میں رکھ لیتے اور چبا کر پانی پی لیتے۔ کوئی ایسا مولوی اور پیر ہم نے تو آج تک نہیں دیکھا جو اس طرح مفت تبلیغ دین کرے نہ وہ کرایہ لے نہ کھانا کھائے اللہ کی قسم! ایسے مردِ درویش کی دامن گیری واقعی ہزارہا نعمتوں سے اچھی ہے۔

ایک دفعہ اوکاڑہ میں قاضی عبدالرحمٰن صاحب نے ایک جلسہ منعقد کیا۔ اور حضرتؒ سے شرکت کا وعدہ لیا۔ وعدہ مشروط تھا۔ بلکہ حضرتؒ نے سختی سے روک دیا کہ آپ کرایہ کا بندوبست نہ خود کریں نہ کسی کو کرنے دیں۔ اگر اس روز کرایہ مہیا ہو گیا تو ہم خود ہی پہنچ جائیں گے اب جلسہ کا دن آ پہنچا تو حضرتؒ نہ پہنچے لوگ بار بار قاضی صاحب سے استفسار کریں تو قاضی صاحب لاہور چلے آئے۔ خیال کیا کہ چونکہ وعدہ مشروط تھا۔ کرایہ شاید نہ ملا ہو اس لئے تشریف نہ لا سکے ہوں اور منّت سماجت کریں گے شاید راضی ہو جائیں۔ جب وہ گھر پہنچے تو حضرتؒ وہاں ہی موجود تھے۔ پوچھا حضرتؒ! جلسہ شروع ہو چکا ہے اوکاڑہ میں ایک دنیا آپ کا انتظار کر رہی ہے آپ یہیں ہیں؟ تشریف لے چلنے کا کوئی خیال ہے یا نہیں؟ ۔۔۔ فرمایا آپ کو میری شرط تو یاد ہی ہو گی۔ وہ شرط اگر پوری ہو گئی ہوتی تو میں آپ کے پاس ضرور پہنچتا۔ ان حالات میں اپنے اصول کی بنا پر مجبور ہوں۔ قاضی صاحب کا بیان ہے کہ میں نے بہت ہی اصرار کیا کہ حضرت! اس دفعہ میرے ٹکٹ پر تشریف لے چلیں وہاں دنیا آپ کے نام پر جمع ہے لوگ مجھ پر اعتراضات کی بوچھاڑ کر رہے ہیں۔ میں انہیں کس طرح منہ دکھاؤں۔ اس دفعہ جیسے بھی ہو تشریف لے چلیں۔ پھر دیکھا جائے گا۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ میں کسی کے کہنے پر اپنے اصول سے روگردانی نہیں کیا کرتا آج آپ کے کہنے سے اصول نظر انداز کر دوں کل دوسروں کو پھر کس طرح جواب دے سکوں گا یہ بات ہونی بڑی مشکل ہے قاضی صاحب کہتے ہیں کہ میں بڑا ہی پریشان اور مایوسی کی تصویر بنا کھڑا تھا اور اوکاڑہ واپس جانے کی مجھے ہمت نہیں پڑ رہی تھی اسی اثناء میں ایک شخص نے آتے ہی حضرتؒ سے مصافحہ، معانقہ کیا۔ اور کچھ ان کے ہاتھ میں پکڑاتے ہوئے کہا۔ حضرت! یہ جناب کے کسی تبلیغی دورے میں خرچ کرنے کے لئے ہے۔ قاضی صاحب کہتے ہیں میں بڑا حیران ہوا وہ آدمی یہ کہہ کر چلا گیا۔ حضرتؒ نے مسکرا کر وہ رقم میرے ہاتھ میں تھما دی اور مجھے کہا کہ میں اسٹیشن پر آتا ہوں۔ تم چل کے ٹکٹ لے لو۔ قاضی صاحب کہتے ہیں کہ میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ مارے خوشی کے آنسو بہہ نکلے اور میں خوشی خوشی اسٹیشن پہنچا۔

حضرتؒ نے جو راستہ خود چل کر اپنے صاحبزادوں کو دکھایا۔ الحمد للہ! ان کے وصال کے بعد ان کے جلیل القدر فرزندوں نے اپنی جوانی میں بھی ثابت کر دیا کہ وہ شیخ التفسیرؒ کے بیٹے ہیں اور انہی کی اختیار فرمودہ راہ پر گامزن ہیں۔ حضرت مولانا حافظ حبیب اللہ صاحب کو جب حضرتؒ کی رحلت کا تار ملا تو جواب میں خط لکھا جس میں والدہ ماجدہ کی خدمت میں اپنے ایک خواب کا ذکر فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں۔ "میں نے خواب میں دیکھا کہ لاہور مسجد لائن سبحان خاں میں گیا ہوں، نمازِ عصر کا وقت ہے لوگ جمع ہو رہے ہیں دن خوب سفید ہے۔ سورج اپنی پوری تابانی پر ہے کہ یکایک سورج کو گرہن لگا اور سیکنڈوں میں تمام عالم سیاہ و تاریک ہو گیا۔ اندھیرا گھپ! اندھیرا! سورج غروب ہوتا ہے تو آہستہ آہستہ دن کا نور کم ہوتا ہے اور رات کی تاریکی چھاتی ہے لیکن یہ تو یکایک عالم تاریک ہو گیا۔ یکبارگی دنیا اندھیر ہو گئی۔ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا۔ ایسی سخت تاریکی! مجھے خواب میں ہی سخت وحشت و گھبراہٹ ہوئی۔ نہایت ہی قلق و اضطراب میں اٹھا۔ خواب کی تعبیر اسی وقت میں نے یہ سمجھی کہ اشارہ ہے اعلیٰ حضرت قبلہ ابا جان کے وصال کی طرف۔

(باقی صفحہ ۵)

دین پسندوں سے اپیل

دارالعلوم الاسلامیہ پرانی انارکلی لاہور قاری سراج احمد صاحب کی نظامتِ اعلیٰ میں ایک مدت سے دینی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ حضرت شیخ التفسیر لاہوریؒ قاری صاحب موصوف پر خصوصی شفقت فرماتے رہے ہیں اور قاری صاحب ہی کی ترغیب و استدعا پر حضرت مولانا عبدالمالک صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس دارالعلوم میں برسوں قرأت کے انوار بکھیرتے رہے اور

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے دارالعلوم میں تشریف لا کر اپنی تقاریر سے شائقین علم دین کے دامنوں کو معارف دینیہ و حقائق الٰہیہ سے معمور کیا۔

یہ دارالعلوم جو رجسٹرڈ ہونے کے ساتھ مرکزی وزارت مالیات کی طرف سے انکم ٹیکس سے مستثنیٰ ہے۔ فی الحقیقت اپنی نوعیت کا تمام ملک میں واحد ادارہ ہے جسے تجوید و قرأت کی تعلیم میں مرکزیت حاصل ہے۔ قرآنِ حکیم کی تعلیم، تمام دینی علوم (قدیم و جدید) کی تدریس تصانیف کی تدوین، اشاعت اسلام اور دارالافتاء کا قیام اس کے اہم مقاصد میں شامل ہیں اس سے استفادہ کرنے والے طلباء کی تعداد ۳ ہزار تک پہنچتی ہے جن میں ۴ صد طلبا ایسے ہیں جن کے تمام تعلیمی تربیتی مصارف خود دارالعلوم نے برداشت کئے۔ یکصد سے زائد فارغین قرأت سبعہ و عشرہ اور اسی قدر حفاظِ آیاتِ قرآنیہ نہ صرف پاکستان کے مختلف گوشوں کو منوّر کر رہے ہیں بلکہ بیرونِ ملک مثلاً مصر و حجاز جیسے ممالک میں بھی پورے ذوق و انہماک سے قرآنی تعلیمات کو فروغ دینے میں مصروف ہیں۔

دارالعلوم ہٰذا کی دو اہم شاخیں مدرسہ تجوید الفرقان سرگودھا اور مدرسہ مظاہر العلوم آر۔ اے بازار لاہور چھاؤنی کی صورت میں فرائض علیہ بجا لا رہی ہیں۔ مزید شاخیں کھولنے کی تجویز زیر غور ہے تاکہ مقاصد کے مطابق مختلف شعبہ جات کی تقسیم عمل میں لائی جا سکے قاری صاحب موصوف کی ہمت عند اللہ اجرِ عظیم کی مستحق ہے کہ وسائل کی کمی اور جگہ کی تنگی کے باوجود انہوں نے عبادات و اخلاق کی عملی تعلیم و تربیت اور صالح معاشرے کے طور و طریق سے واقفیت کیلئے اسلامی تربیت گاہ اور خطابت و تبلیغ کے لئے تکمیل العلماء اور تبلیغ جیسے شعبے قائم کرنے کا قطعی عزم کر لیا ہے ظاہر ہے کہ اتنا بڑا کام اجتماعی امداد کے بغیر تکمیل پذیر نہیں ہو سکتا۔ اسلئے میں دیندار اربابِ ثروت سے بالعموم اور حضرت شیخ التفسیر کے عقیدتمندوں سے بالخصوص اپیل کرتا ہوں کہ وہ دل کھول کر قاری صاحب کی مالی مدد فرمائیں اور اس طرح دارالعلوم کی مجوزہ تعمیر کی تکمیل میں فیاضانہ حصّہ لے کر ثواب دارین حاصل کریں۔

(حضرت مولانا) عبیداللہ انور امیر انجمن خدام الدین لاہور۔

انوارِ ولایت

حضرت شیخ التفسیر نور اللہ مرقدہ کے سوانح حیات کا پہلا حصہ ہے جس میں آپ کی پیدائش سے لے کر وفات حضرت آیات تک کے تمام حالات نہایت احتیاط سے مؤرخانہ اسلوب میں لکھے گئے ہیں۔ کتاب ہٰذا کو ستطاب حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین حضرت قاری مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی کی تصدیق و تصحیح کے بعد طبع کرائی گئی ہے ـــــ قیمت بلا جلد ۵۰/ ۳ روپے

انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

دار العلوم ربانیہ کا داخلہ

دار العلوم ربانیہ کسی تعارف کا محتاج نہیں ضلع لائل پور کی یہ دینی درسگاہ پاکستان بھر میں اپنی مثال آپ ہے ابتدا سے لے کر دورہ حدیث تک تعلیم ہوتی ہے قیام و طعام کا انتظام بہترین ہے مستحق طلبا کو کپڑا صابون روشنی علاج معالجہ وغیرہ بذمہ انجمن ربانیہ ہے۔

طالبان علوم دینیہ کے لئے یہ نادر ترین موقعہ ہے کہ مدرسہ مذکورہ میں داخل ہو کر اپنی تعلیم کا صحیح ترین حق ادا کریں۔

(نوٹ) مدرسہ کا داخلہ ۱۰ شوال سے شروع ہو کر ۳۰ شوال تک جاری رہے گا بعد میں آنے والے طلبا کا داخلہ صدر مدرس کی صوابدید پر ہوگا۔

ناظم شعبہ تبلیغ انجمن دار العلوم ربانیہ تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور

ایک متاہل قاری صاحب مسجد میں امامت اور تعلیم بچگان کے خواہش مند ہیں ضرورت مند حضرات بمعرفت خدام الدین رابطہ قائم کریں۔

اپنا گم شدہ زیور لیجائیے

چند روز پیشتر لیاقت آباد کے علاقے میں ایک سونے کی چیز ملی ہے جن صاحب کی ہو وہ مندرجہ ذیل پتے سے نشانی بتا کر حاصل کر لیں۔

پتہ۔ حافظ جمیل الرحمٰن قاسمی خطیب جامع مسجد فاروق اعظم بلاک ع۲۰ ۵ لیاقت آباد کراچی ع ۱۹

خوشخبری

جمیع طالبان علم محمدی اور شائقین کتب عربی پر پوشیدہ نہ رہے کہ اس سال ہمارے مدرسہ عزیزیہ جامعہ دار الفیوض کندہ کوٹ ضلع جیکب آباد میں ایک بلند پایہ عالم ماہر جمیع علوم و فنون حضرت مولانا عبد الرحمان صاحب بلوچستانی کو صدر مدرس مقرر کیا گیا مولانا موصوف ماہر معقول و منقول عالم فاضل ہے لہٰذا امید ہے کہ شائقین طلبا کرام اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر مدرسہ ہٰذا میں داخلہ لے لیں داخلہ کی درخواستیں ۲۵ رمضان سے پہلے بنام مہتمم صاحب ارسال کریں داخلہ ۵ شوال سے لے کر ۱۵ شوال تک

غور فرمائیے

(۱) بفضلہ تعالیٰ ہمارے ہاں عربی کتب مطبوعہ مصر، دہلی اور مجتبائی کی آمد رہتی ہے۔

(۲) ہر سال ماہ رجب، شعبان، اور رمضان شریف کو خاص رعایت دی جاتی ہے۔

(۳) پوری فہرست مفت طلب کریں تازہ کتب حسب ذیل آگئی ہیں

اشمۃ اللمعات ہند ۳۵/ تفسیر خازن مصر ۸۰/
تفسیر روح المعانی مصر ۹۰/ تفسیر ابن کثیر مصر ۸۰/ کوثر النبی ۲۱/
بخاری شریف ہند ۵۰/ کافیہ بینی زادہ مجتبائی ۲۰/
شرح مائۃ عامل کلاں مجتبائی ۱۵/ اصول شاشی مجتبائی ۷/
حاشیہ سیالکوٹی مطول ۵۰/ مصباح اللغات ہند ۱۴/

مکتبہ قاسمیہ سول ہسپتال چوک فوارہ ملتان۔

بچوں کا صفحہ

قصہ حضرت نوح علیہ السلام

****

ابو ریاض محمد امیر صاحب

حضرت نوحؑ کا ذکر قرآن میں آٹھ جگہ پر کافی تشریح کے ساتھ آیا ہے اور پہلے آپ کو سورہ نوح علیہ اور سورہ ہود سے پہلے پڑھا چکے ہیں آج ان کا حال پارہ اٹھارہ۔ آٹھ اور انیس سے پڑھائے پڑھیے اور ایمان تازہ کیجئے۔ قرآنی قصص نہایت دلچسپ اور سبق آموز ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

۱۔ کہ ہم نے حضرت نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف نبی بنا کر بھیجا اور انہوں نے اپنی قوم کو ہدایت کی کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرو کیونکہ اس کے سوا تمہارا اور کوئی معبود نہیں پس کیا تم اس کیساتھ اوروں کو شریک ٹھہرانے سے ڈرتے نہیں؟ اس پر ان کی قوم کے کافر لوگوں نے کہا کہ نوحؑ بھی ایک انسان ہی ہے جو فوقیت حاصل کرنا چاہتا ہے اور اگر اللہ کو ہماری طرف رسول ہی بھیجنا تھا تو فرشتوں کو بھی بھیج سکتا تھا کسی انسان کا رسول ہونا تو ہم نے اپنے باپ دادا سے بھی نہیں سنا اور پھر نوحؑ تو ایک مجنون سا آدمی ہے۔ نبی کیسے ہو سکتا ہے پس چند روز انتظار کرو شاید اسے جنون سے افاقہ ہو جائے یا خود مر جائے اور قصہ ہی تمام ہو جائے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ساڑھے نو سو سال وعظ و نصیحت کی پھر ان کے انکار حق سے تنگ آ کر بارگاہ الٰہی میں دعا کی کہ اے میرے پروردگار میری مدد فرما کیونکہ یہ مجھے متواتر جھٹلاتے رہتے ہیں پس اللہ نے حضرت نوحؑ کی دعا قبول فرما کر بذریعہ وحی حضرت نوحؑ کو حکم دیا کہ ہماری نگرانی میں ہمارے حکم کے مطابق ایک کشتی تیار کرو جب عذاب الٰہی کا مقررہ وقت آ جائے گا اور تنور سے پانی ابلنے لگے گا تو اس کشتی میں ہر قسم کے جانوروں کا جوڑا (نر و مادہ) اور اپنے گھر والوں کو سوائے اپنے بیٹے اور بیوی کے جن کی تباہی ازل سے مقدر ہو چکی ہے سوار کر لینا اور ظالموں کے متعلق ہمارے دربار میں کوئی سفارش نہ کرنا۔ وہ اب غرق ہی ہو کر رہیں گے۔ پس جب تم اور تمہارے بچے اور ہمراہی مسلمان اس کشتی میں اچھی طرح اطمینان سے سوار ہو جائیں تو اللہ کا یوں شکر ادا کرنا کہ سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے ہمیں ظالم مشرکین سے نجات بخشی۔ اور دعا کرنا کہ اے میرے پروردگار مجھے طوفان کے ختم ہونے تک کشتی سے خیر و برکت کے ساتھ اتارنا۔ تو ہی سب سے بہتر اتارنے والا ہے طوفان نوحؑ میں بھی قدرت الٰہی کی نشانیاں ہیں۔ اور اس سے حضرت نوحؑ کی قوم کے لوگوں کا امتحان لینا بھی مقصود تھا۔ کہ ایسے ہولناک عذاب سے کوئی عبرت بھی حاصل کرتا ہے یا نہیں۔ پھر قوم نوحؑ کی بربادی اور تباہی کے بعد ہم نے ایک اور قوم عاد کو پیدا کیا۔ پھر ان کی طرف انہیں میں سے ایک رسول یعنی حضرت ہودؑ کو بھیج کر یہ ہدایت کی کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرو جس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں پس تم جو اوروں کو اس کا شریک ٹھہراتے ہو۔ کیا خدا کی پکڑ سے ڈرتے نہیں؟ یعنی خدا کے ساتھ شریک بنانے سے کیوں نہیں ڈرتے۔ (پارہ اٹھارہ سورہ مومنون آیت نمبر ۲۳ سے ۳۲ آیت تک)

(۲) بے شک ہم نے حضرت نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف ہدایت کے لئے بھیجا حضرت نوحؑ نے ان لوگوں سے کہا کہ تم صرف اللہ ہی کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی اور معبود نہیں ہے ورنہ مجھے اندیشہ ہے کہ قیامت کے دن تم پر سخت عذاب ہو گا۔ مگر قوم کے رؤسا نے الٹا حضرت نوحؑ کو ہی صریح گمراہ بتایا حضرت نوحؑ نے کہا کہ میں کوئی گمراہ نہیں ہوں میں تو اللہ کا رسول ہوں اور تمہیں اللہ کا پیغام سنا کر حق کی نصیحت کرتا ہوں مجھے تمہاری بہتری اور فلاح مطلوب ہے اور مجھے اللہ نے وہ باتیں بتائی ہیں جو تمہیں معلوم نہیں کیا تمہیں اس بات کا تعجب ہے کہ تمہاری طرح کے ایک انسان پر اللہ کی طرف سے ہدایت اور نصیحت نازل ہوئی ہے تا کہ وہ تمہیں اللہ کے عذاب سے ڈرائے اور تم شرک وغیرہ سے بچ جاؤ اور اس کی رحمت کے مستحق ہو جاؤ لیکن قوم نے حضرت نوحؑ کو جھوٹا کہا پھر ہم نے اسے اور اس کے ہمراہی ایمانداروں کو جو اس کے ساتھ کشتی پر سوار تھے طوفان سے بچا لیا۔ اور باقی ان سب کو جنہوں نے ہماری آیتوں کو جو حضرت نوحؑ پر اتری تھیں۔ جھٹلایا تھا غرق کر دیا اور وہ واقعی حق سے اندھے اور بے بہرہ تھے۔ (پارہ آٹھ سورۃ اعراف آیت نمبر ۵۹)

۳۔ تیسری جگہ پارہ ۱۹ سورۃ شعرا میں یوں فرمایا ہے کہ حضرت نوحؑ کی قوم نے بھی ان کی تکذیب کی اور اس طرح گویا تمام رسولوں کی تکذیب کی۔ جب حضرت نوحؑ نے جو اس قوم کے نسبی بھائی تھے ان سے کہا کیا تم غضب الٰہی سے نہیں ڈرتے؟ خواہ مخواہ میری تکذیب کر رہے ہو یاد رکھو اور یقین جانو کہ میں اللہ کی طرف سے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں اور پیغام حق سنانے میں پورا امانت دار ہوں پس تم کو اللہ سے ڈرنا اور میرا حکم مان لینا چاہیے اور میں تم سے اس تبلیغ پر کوئی صلہ بھی نہیں مانگتا میرا صلہ

ٹیلیفون نمبر ۶۷۵۲۵

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۲۴۱ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۶۶۷/۹/۳۹-۲-۹ DD مورخہ ۲۴-اگست ۱۹۶۴ء

حضرت اُمّ المومنین اُمّ حبیبہؓ

محترم حضرت مضطر نجرانی

عرب کے نامور سردار ابوسفیانؓ کی بیٹی
امیر شام کی خواہر، گرامی شان کی بیٹی

رہِ اسلام میں ہجرت کی سختی جھیلنے والی
فقط حق کے لئے کرب و بلا سے کھیلنے والی

مقدّر ہو چکا تھا جس کا اُمّ المومنینؓ ہونا
بالفاظِ دگر ہمرازِ ختم المرسلینؐ ہونا

بشارت ہاتفِ غیبی سے جس نے خواب میں پائی
کتاب اللہ کی رُو سے جو اہلِ بیت کہلائی

نکاحِ پاک میں جس کے ولی تھے شاہِ نجاشی
فلک سے جس پہ کی فردوس کی حوروں نے گلپاشی

جسے قرآن نے اعزازِ اُمّ المومنینؓ بخشا
جسے اللہ نے عزّت عطا کی فہمِ دیں بخشا

نہ چھوٹا جیتے جی دامانِ تسلیم و رضا جس سے
بڑی عزّت سے پیش آتے تھے فخر الانبیاء جس سے

رسولؐ اللہ نے جس پر یہ لطفِ خاص فرمایا
ابوسفیانؓ کے گھر کو بھی دارالامن ٹھہرایا

وہ اُمّ المومنیں اصحاب کرتے تھے ادب جس کا
ملائک آج بھی در چومتے ہیں روز و شب جس کا

نبیؐ کی دیگر ازواجِ مکرم جس سے راضی تھیں
دعائیں جس کی ملّت کے شریکِ حال و ماضی تھیں

سلام اس پاک اُمّ المومنینؓ کے فرق و دامن پر
خدا کی رحمتیں سایہ کناں ہیں جس کے مدفن پر